اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ

احسان
1390 ہش

جون
2011ء

ماہنامہ
قادیان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
کا ترجمان

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

مجلس خدام الاحمدیہ چینائی تامل ناڈو کی طرف سے اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز کے نام سے لگائے گئے Exhibition کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر زون 2 کے زیر اہتمام لگائے فری میڈیکل کیمپ بمقام شورت کے موقع پر لی گئی ایک تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر زون 1 کے زیر اہتمام دریائے ویشو پر ایک عارضی پل تعمیر کرنے کیلئے خدام مثالی وقارِ عمل کرتے ہوئے

اس موقع پر لی گئی ایک اور تصویر جس میں امیر صاحب زون پلوامہ اور زون اسلام آباد اور زونل قائد صاحب بھی نظر آ رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی جانب سے لگائے گئے فری میڈیکل کیمپ کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کے مقامی اجتماع میں خدام و اطفال عہد دہراتے ہوئے

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

”قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح کے
بغیر نہیں ہوسکتی“
(حضرت مصلح موعودؓ)

جلد 30۔احسان 1390 ہش جون 2011ء شمارہ 6

نگران: محترم حافظ مخدوم شریف صاحب
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
عطاء المجیب لون

نائبین
عطاء الٰہی احسن غوری، ڈاکٹر جاوید احمد

منیجر : رفیق احمد بیگ

مجلس ادارت : طاہر احمد بیگ، مبشر احمد خادم، سید عبدالہادی، مرید احمد ڈار، شمیم احمد غوری

کمپوزنگ و انٹرنیٹ ایڈیشن سید اعجاز احمد آفتاب

ٹائٹل ڈیزائننگ : تسنیم احمد فرخ

دفتری امور : عبدالرب فاروقی۔ مجاہد احمد سولیجہ انسپکٹر

مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ای میل ایڈریس
mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدلِ اشتراک
اندرون ملک 180 روپے بیرون ملک :50 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 20 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ضیا پاشیاں

☆ آیات القرآن 2
☆ انفاخ النبی ﷺ 3
☆ کلام الامام المہدی علیہ السلام 4
☆ از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 6
☆ اداریہ 8
☆ نظم 10
☆ مسئلہ ناسخ و منسوخ حل ہوگیا 12
☆ سیرت صحابہ کرام 14
☆ مخالفین احمدیت کے لٹریچر پر ہمارا تبصرہ 23
☆ احباب جماعت بھارت کی مالی قربانیوں پر حضور انور کا اظہار خوشنودی 31
☆ خلافتِ احمدیہ کے بارے میں خلفاء کرام کے بعض ارشادات 32
☆ مکرمہ ثریا بانو کا ذکر خیر 35
☆ اسلام میں نکاح 39
☆ ملکی رپورٹیں 42
☆ بعض اعلانات 43
☆ تحریک جدید کی دوسری ششماہی 44
☆ The Quran - History of Text 48

TOLL RFEE NO. JAMA'AT AHMADIYYA INDIA
18001802131

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb) by :
Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher

آیات القرآن

خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَافِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o (البقرہ:64)

اسے مضبوطی سے پکڑ لو جو ہم نے تمہیں دیا ہے اور اسے یاد رکھو جو اس میں ہے تا کہ تم (ہلاکت سے) بچ سکو۔

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ۔ (الشوریٰ:14)

اس نے تمہارے لئے دین میں سے وہی احکام جاری کئے ہیں جن کا اس نے نوح کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا۔ اور جو ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا۔

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ ج وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ج وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ ج وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ۔

(الشوریٰ:16)

پس اسی بناء پر چاہئے کہ تو انہیں دعوت دے اور مضبوطی سے اپنے موقف پر قائم ہو جا جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر اور کہہ دے کہ میں اس پر ایمان لا چکا ہوں جو کتاب ہی کی باتوں میں سے اللہ نے اُتارا ہے۔

وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ حُکْمًا عَرَبِیًّا ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ لا مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ o (الرعد:38)

اور اسی طرح ہم نے اسے ایک فصیح و بلیغ حکم کے طور پر اتارا ہے۔ اور اگر تو ان کی خواہشات کی پیروی کرے بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو تجھے اللہ کی طرف سے کوئی دوست اور کوئی بچانے والا نہ ملے گا۔

وَمَنْ یَّزِغْ مِنْھُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْہُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ o (سبا:13)

اور جو بھی ان میں سے ہمارے حکم سے انحراف کرے گا اسے ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ قَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ۔ فَقَرَأْتُ عَلَیْہِ سُوْرَۃَ النِّسَآءِ حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ، فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا قَالَ: حَسْبُکَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ۔

(بخاری بات حسن الصوت بالقراءۃ مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: قرآن مجید سناؤ۔ میں نے حیران، ہوکر عرض کیا حضور! میں آپؐ کو قرآن سناؤں! حالانکہ قرآن آپؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ دوسرے سے قرآن سننا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ تب میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ ''کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر تجھے گواہ بنائیں گے۔'' آپؐ نے فرمایا بس کردو۔ تلاوت ختم کرکے جب میں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپکی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَھَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَّ مَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَھَا۔

(ابو دائود کتاب الادب باب من یؤمر ان یجالس)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم پڑھنے والے مومن کی مثال نارنگی کی سی ہے کہ جس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن اسکی خوشبو نہیں ہوتی اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کا عادی ہے گلِ ریحان کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا مزہ کڑوا ہوتا ہے اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کریم نہیں پڑھتا حنظل کی طرح ہے جس میں مہک اور خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اسکا مزہ بھی تلخ اور کڑوا ہوتا ہے۔

کلام الامام المہدی علیہ السلام

’’قرآن کریم اپنے اعجاز کے ثبوت میں اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ:24) کہتا ہے یہ معجزات روحانی ہیں جس طرح وحدانیت کے دلائل دیئے ہیں۔ اسی طرح پر اس کی حکمت، فصاحت، بلاغت کی مثل لانے پر بھی انسان قادر نہیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا: لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ۔ (بنی اسرائیل:89)

غرض روحانی معجزات کے بارہ میں کوئی یہ خیال نہ کرلے کہ یہ مسلمانوں کا زعم اور خیال باطل ہے۔ آجکل کے نیچری نہیں بلکہ (وہ لوگ جو) خلافِ نیچر (ہیں) یہ نہیں مانتے کہ فصاحت و بلاغت قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ سید احمد نے بھی ٹھوکر کھائی ہے اور وہ اس کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ نہیں مانتے۔ جب ہم یاد کرتے ہیں تو ہم کو افسوس ہوتا ہے کہ سید احمد نے معجزات سے انکار کیا ہے۔ سید صاحب کسی طور سے معجزہ نہیں مان سکتے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ایک معمولی درجہ کا آدمی یا اعلیٰ درجہ کا آدمی بھی نظیر بنا سکتا ہے، مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ قرآن مجید لانے والا وہ شان رکھتا ہے کہ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینۃ:3,4) ایسی کتاب جس میں ساری صداقتیں موجود ہیں۔ کتاب سے مراد اور عام مفہوم وہ عمدہ باتیں ہیں جو بالطبع انسان قابلِ تقلید سمجھتا ہے۔

قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے۔ اگر کوئی اس امر کا انکار کرے تو ہم ہر پہلو سے اس کا اعجاز ثابت کرنے اور دکھلانے کو تیار ہیں۔ آجکل توحید اور ہستی الٰہی پر بہت زور آور حملے ہو رہے ہیں۔ عیسائیوں نے بھی بہت کچھ زور مارا اور لکھا ہے لیکن جو کچھ کہا اور لکھا وہ اسلام کے خدا کی بابت ہی لکھا ہے۔ نہ کہ ایک مردہ، مصلوب اور عاجز خدا کی بابت۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود پر قلم اُٹھائے گا۔ اس کو آخر کار اسی خدا کی طرف آنا پڑے گا۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ صحیفۂ فطرت کے ایک ایک پتے میں اس کا پتہ ملتا ہے اور بالطبع انسان اُسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے۔ غرض ایسے آدمیوں کا قدم جب اُٹھے گا وہ اسلام ہی کے میدان کی طرف اُٹھے گا۔ یہ بھی تو

ایک عظیم الشان اعجاز ہے۔

اگر کوئی شخص قرآن کریم کے اس معجزہ کا انکار کرے تو ایک ہی پہلو سے ہم آزما لیتے ہیں۔یعنی اگر کوئی شخص قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں مانتا،تو اس روشنی اور سائنس کے زمانہ میں ایسا مدعی خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلائل لکھے بالمقابل ہم وہ تمام دلائل قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھلا دینگے اور اگر وہ شخص توحید الٰہی کی نسبت دلائل قلمبند کرے تو وہ سب دلائل بھی ہم قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھاویں گے۔ پھر وہ ایسے دلائل کا دعویٰ کر کے لکھے جو قرآن کریم میں نہیں پائے جاتے یا اُن صداقتوں اور پاک تعلیموں پر دلائل لکھے جن کی نسبت اس کا خیال ہو کہ وہ قرآن کریم میں نہیں ہیں۔تو ہم ایسے شخص کو واضح طور پر دکھلا دیں گے کہ قرآن شریف کا دعویٰ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینۃ:4) کیسا سچا اور صاف ہے اور یا اصل وفطرتی مذہب کی بابت دلائل لکھنا چاہے تو ہم ہر پہلو سے قرآن کریم کا اعجاز ثابت کر کے دکھلا دیں گے اور بتلا دیں گے کہ تمام صداقتیں اور پاک تعلیمیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔

الغرض قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک قسم کے معارف اور اسرار موجود ہیں،لیکن اُن کے حاصل کرنے کے لئے مَیں پھر کہتا ہوں کہ اسی قوت قدسیہ کی ضرورت ہے، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:80)

ایسا ہی فصاحت، بلاغت میں (اس کا مقابلہ ناممکن ہے) مثلاً سورۂ فاتحہ کی موجودہ ترتیب چھوڑ کر کوئی اور ترتیب استعمال کرو،تو وہ مطالبِ عالیہ اور مقاصدِ عُظمٰی جو اس ترتیب میں موجود ہیں۔ممکن نہیں کہ کسی دوسری ترتیب میں بیان ہو سکیں۔کوئی سی سورۃ لے لو۔ خواہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہی کیوں نہ ہو۔جس قدر نرمی اور ملاطفت کی رعایت کو ملحوظ رکھ کر اس میں معارف اور حقائق ہیں، وہ کوئی دوسرا بیان نہ کر سکے گا۔ یہ بھی فقط اعجازِ قرآن ہی ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض نادان مقاماتِ حریری یا سبع معلقہ کو بے نظیر اور بے مثل کہتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کریم کی بے مانندیت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اوّل تو حریری کے مصنف نے کہیں اس کے بے نظیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور دوم یہ کہ مصنف حریری خود قرآن کریم کی اعجازی فصاحت کا قائل تھا۔علاوہ ازیں معترضین راستی اور صداقت کو ذہن میں نہیں رکھتے بلکہ اُن کو چھوڑ کر محض الفاظ کی طرف جاتے ہیں مندرجہ بالا کتابیں حق اور حکمت سے خالی ہیں۔‘‘(ملفوظات جلد اوّل صفحہ: 51 تا 53)

از اضافات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔تو جس نبی پر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کامل اور مکمل تعلیم اتری اور جو خَاتَمُ النَّبِیّٖن کہلائے، جن کے بعد کوئی نئی شریعت آ ہی نہیں سکتی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس تعلیم پر کس قدر عمل کرنے والے ہوں گے، اس کا تصور بھی انسانی سوچ سے باہر ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کو سمجھا، وہ آپؐ ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا مکمل فہم اور ادراک حاصل ہوا۔ یہ آپؐ ہی کی ذات ہے جس کو اپنے پر اترنے والی اس آخری کتاب، اس آخری شریعت، کلام کے مطالب اور معانی کے مختلف زاویوں اور اس کے مختلف بطون کو سمجھنے کا کامل علم حاصل ہوا۔گویا یہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن کی ذات ہی تھی جس نے اس خَاتَمُ الْکُتُب کو سمجھا اور نہ صرف اس گہرائی میں جا کر عمل کیا بلکہ صحابہؓ کو بھی وہ شعور عطا فرمایا جس سے وہ اس کو سمجھ کر پڑھتے تھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس آخری کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی اور شریعت یا کتاب سے رہنمائی لی جائے۔ کیونکہ پہلوں کی باتیں بھی اس میں آچکی ہیں اور آئندہ کی باتیں اور خبریں بھی اس میں آچکی ہیں۔‘‘

نیز فرماتے ہیں:-

’’تو جیسا کہ آپؐ نے فرمایا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے-ناقل) کہ قرآن کریم ایک مکمل معجزہ ہے۔اور یہی نہیں کہ اس میں مکمل تعلیم آ گئی اور یہ معجزہ ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معجزے کے ہر حکم کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا تا کہ اپنے ماننے والوں کو بھی بتا سکیں کہ میں بھی ایک بشر ہوں، جہاں تک بشری تقاضوں کا سوال ہے۔لیکن ایسا بشر ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنا پیارا بنایا ہے۔اور اپنی طرف جھکنے کی وجہ سے پیارا بنایا ہے۔تم بھی اس تعلیم پر عمل کرو، میری سنت کی پیروی کرو اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے بنو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے حکموں پر کس حد تک عمل کرتے تھے۔اس بارے میں حضرت عائشہؓ کا مشہور جواب ہر ایک کے علم میں ہے کہ جب آپؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ پوچھنے والے نے کہا: کیوں نہیں۔تو انہوں نے فرمایا کہ ”فَاِنَّ خُلُقَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ الْقُرْآن۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی تھے۔(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنہ اومرض حدیث نمبر 1739)

یعنی قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی۔قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد ادا کئے۔قرآن کریم میں جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کیا، ان کو بجالائے، ان کی ادائیگی کی۔قرآن نے جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو ترک کیا۔قرآن کریم نے روزوں کا حکم دیا، صدقات کا حکم دیا، زکوٰۃ کا حکم دیا۔آپؐ نے روزوں، صدقات اور زکوٰۃ کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔قرآن کریم نے معاشرے میں لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم دیا تو آپؐ نے نرمی کی وہ انتہا کی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔اگر اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاشرہ کے لئے سختی کا حکم دیا تو آپؐ نے اس کی بھی پوری اطاعت وفرمانبرداری کی۔ غرض کون سا حکم ہے قرآن کریم کا جس کی آپؐ نے نہ صرف پوری طرح بلکہ اعلیٰ ترین معیار قائم کرتے ہوئے تعمیل نہ کی ہو۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 مارچ 2005ء)

Mansoor
9341965930
Love for All Hatred For None
Javeed
9886145274

CARGO LINKS
J.N. Roadlines
TRANSPORTERS & FLEET OWNERS
Open Truck & L.C.V Available

Daily Service to:
Hyderabad, Nagpur, Jabalpur, Indore, Bhopal
Raipur, Katni

Spl. In: O.D.C Truck Loads Accepted:
Karnataka, Andhra Pradesh, Tamilnadu,
Maharashtra, M.P, U.P

No. 75, Farha Complcs, 1st main Road,
Kalashipalyam New Extn., Bangalore-560002
: 22238666, 22918730

اداریہ

قرآن میں نسخ ناممکن ہے

قرآن مجید تمام آسمانی ہدایتوں میں سے آخری ہدایت ہے۔ روز قیامت تک کی تمام ہدایتیں اس مقدس کتاب میں جمع ہوگئی ہیں۔ اور تمام مذہبی کتابوں کی حقیقی ہدایتیں اس میں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ اس معزز ومکرم برگزیدہ کتاب کا ہر لحاظ سے کامل ومکمل ہونا اور ہر نقص سے پاک ہونا اسی میں کئی جگہ مذکور ہے۔ اس حقیقت کے جانتے ہوئے بھی اس میں ناسخ ومنسوخ کو ماننا ایک لمحہ فکریہ ہے۔ باوجود اس کے کہ قرآن پاک میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں کہ اتنی آیات اور فلاں فلاں آیت منسوخ ہے اور نہ ہی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تصریح سنت میں کہیں موجود ہے لیکن پھر بھی علماء ومفسرین نے اپنی کتب تفسیر میں پانچ، بیس، ایک سوتیرہ، اڑھائی صد اور پانچ صد آیات تک منسوخ قرار دی ہیں۔ یہ امر اندرونی طور پر جہاں ایک سچے مسلمان کے لئے باعث تشویش ہے وہیں بیرونی طور پر مخالفین اسلام کے ہاتھ میں اعتراض کرنے کا ایک کارگر ہتھیار ہے۔ اگر قرآن مجید کی ایک آیت کو بھی منسوخ مانا جائے وہ بھی اس صورتحال میں کہ وہ قرآن مجید میں مذکور ہے تو ایک غیر مسلم قرآن مجید کی باقی آیات پر شک کی نظر سے کیوں نہ دیکھے۔ لیکن اس کے برعکس اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت تو دور ایک نقطہ اور ایک حرف بھی منسوخ ہونا ناممکن اور محال ہے۔

قرآن مجید خود اس بات کا واضح رنگ میں اعلان کر رہا ہے کہ:-

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوا فِیْہِ اِخْتِلَافًا کَثِیراً۔ (سورۃ النساء رکوع:11)

یعنی کیا یہ لوگ قرآن مجید میں تدبر سے کام نہیں لیتے۔ اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا بلکہ کسی اور کا کلام ہوتا تو وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہی یہ پیش فرمایا ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پس کیا اگر قرآن مجید میں ہی ایک آیت دوسری آیت کی ناسخ ہو تو اس صورت میں قرآن مجید کا اختلاف ثابت نہیں ہوتا؟

حقیقت یہ ہے کہ ایسا اختلاف نکالنا قرآن مجید میں تدبر نہ کرنے کے نتیجہ میں یا اس کی کمی کے نتیجہ میں ہے۔ قرآن مجید میں غور وتدبر کرنے والوں کو اِس میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ کوئی بھی آیت منسوخ اور کوئی بھی آیت ناسخ نہیں ملتی۔ اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام جن کو اللہ نے قرآن کے حقائق ومعارف عطا فرمائے تھے۔ آپ کے کاموں میں سے ایک اہم کام شریعت کا قیام بھی تھا چنانچہ آپ علیہ السلام نے ناسخ ومنسوخ کی تمام بے بنیاد باتوں کو غلط قرار دیتے ہوئے اس بات کا اعلان کر دیا کہ قرآن مجید کا ایک لفظ بھی منسوخ نہیں آپ فرماتے ہیں:

''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام

واوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔'' (ازالہ اوہام صفحہ:130)

یہ ہے اصل عرفان قرآن مجید کا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی پانچ صد آیات یا پانچ آیات تو دور ایک نقطہ یا شعشہ بھی منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کا مسئلہ نکالنا قرآن مجید کی شان اور عظمت کو کم کرنے کے مترادف ہے اسکی خاتمیت اور کاملیت پر شک کرنے کے مترادف ہے۔ جس کو کبھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اسی حقیقت کا عرفان ہمیں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پر حقیقی رنگ میں تدبر کرنے کی توفیق عطاء کرے۔ آمین (عطاء المجیب لون)

اِک آفتابِ درخشاں کہ ہر کرن جس کی
ازل کے نور سے محوِ کلام رہتی ہے
وہ آفتاب ہے حدِّغروب سے باہر
ضیافضاؤں میں جسکی مدام رہتی ہے

بادشاہ اور درویش کا مکالمہ

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

یہ پُرانے دور کا قصہ ہے لیکن یادگار
جو خدا کے شکر کے کرتا ہے معنی آشکار

ایک گاؤں سے ہوا اِک شاہ کا عرشی گزر
آفتاب اُبھرا نہیں تھا ، اور تھا وقتِ سحر

ایک خرقہ پوش تھا اس وقت رستے میں کھڑا
شاہ کو قلبی بشاشت سے سلام اس نے کیا

منہ ہی منہ میں پڑھ رہا تھا شاہ کچھ ، سو چپ رہا
سر کو دھیرے سے ہلایا اور آگے بڑھ گیا

عرض خرقہ پوش نے کی بے تکلف شاہ سے
گر اماں پاؤں کہوں کچھ بات عالی جاہ سے

درویش:۔۔

ایک سنت ہے سلام اور فرض ہے اس کا جواب
میں نے سنت کی ادا کیوں فرض کو بھولے جناب؟

بادشاہ:۔۔

میں ادائے شکر میں مصروف تھا پیارے فقیر
یہ گماں نہ کر کہ جانا ہے تجھے میں نے حقیر

درویش:۔۔

مجھ کو بھی بتلا کہ کس کا شکر تھا وردِ زباں؟
جس نے گلشن سے کیا غافل تجھے اے باغباں؟

بادشاہ۔۔

شکر اس کا بھائی ، جو ہے خالقِ کون و مکاں
ذکر میں جس کے مگن دریا ، پرندے ، وادیاں

درویش:۔۔

کس طرح کرتا تو یہ شکر اے ظلِ خدا؟
گر تجھے زحمت نہ ہو تو مجھ سے ناداں کو بتا؟

شاہ:۔۔

کلمۂ الحمدللہ کہہ کے اے یار آشنا
جس طرح سے اور سب مخلوق کرتی ہے ادا

درویش:۔۔

شکر کا بہتر طریقہ بھی ہے کیا تو جانتا؟
یا فقط لب سے ہی دیتا ہے یہ کلمہ چپھا؟

بادشاہ ہے تُو نہیں اِک بُلبلِ نغمہ سرا
شکر کر اعمال سے ، یونہی نہ ہونٹوں کو ہلا

بادشاہ:۔۔

کچھ وضاحت کر اگر ممکن ہو اپنی بات کی
جس نے ملوایا ہمیں ، تجھ کو قسم اس ذات کی

درویش:۔۔

سلطنت کا شکر تو مخلوق پر الطاف ہے
بادشاہی کا ستوں ، پر عدل ہے انصاف ہے

شکر ہے فرماں روائی کا خدا کو جاننا
فرماں برداروں کی سب خدمات کو پہچاننا

شکریہ طاقت کا کمزوروں پہ ہے رحم و کرم
بادشاہی کو کوئی کرتا ہے غارت تو ، ستم

مرتبہ تجھ کو خدا کے فضل سے گر ہے ملا
شکر اس کا یہ کہ ہو مخلوق کا ہر پل بَھلا

جس طرح مخلوق ہے تیری پکڑ میں خوبرو
تو بھی مولا کی پکڑ میں ہے بھلا دینا نہ تو

چاہیے شاہوں کے دل میں شوقِ تمہیدِ کرم
تا رعایا کی نگاہوں میں رہیں وہ محترم

شکریہ صحت کا ، بے شک خدمتِ بیمار ہے
شکریہ دولت کا ، لیکن قُربتِ نادار ہے

الغرض کیجئے عمل سے شکر نعمت کا ادا
پھر زباں سے بھی ادا ہو جائے تو دو آتشہ

آب زر سے شہ نے ان کلمات کو لکھوا لیا
اور ان کو اپنا دستورالعمل ٹھہرا لیا

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)

JYOTI
SAW MILL

Saw Mill Owner
&
Forest Contractor

Kuansh, Bhadrak, Orissa

Zishan Ahmad Amrohi
(Prop.)

Cell : 9720171269, 9720001269

ADNAN GARMENTS (INDIA)
(Jackets, geans Pants etc.)

ADNAN ELECTRONICS
(12 Volt D.C. Table Fan Manufacturing)

SHAN TRADING COMPANY
Wholesaler of
TANDU LEAVES AND TOBACCO

Ghar Pachiya, Amroha, J. P. Nagar, U.P. - 244221

”مسئلہ ناسخ منسوخ حل ہو گیا“

(از افادات سیدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)

سیدنا حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

مدنیہ طیبہ میں ایک ترک کو مجھ سے محبت تھی۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتب خانے سے لے جایا کریں۔گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپ کے عشق و محبت کی وجہ سے جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے۔میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو۔اُنہوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں 600 چھ سو آیت منسوخ لکھی تھی مجھے یہ بات پسند نہ آئی ساری کتاب کو پڑھا اور مزہ نہ آیا میں اس کتاب کو واپس لے گیا اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں اور خدا کے فضل سے یہ چھ سو آیتیں یاد کر سکتا ہوں مگر مجھے کتاب پسند نہیں وہ بہت بوڑھے اور ماہر شخص تھے انہوں نے ایک اور کتاب دی جسکا نام اتقان تھا اور ایک مقام اس میں بتایا جہاں ناسخ منسوخ کی بحث تھی۔خوشی ایسی چیز ہیکہ میں نے الفوز الکبیر کو جو بمبئی میں پچاس روپئے کی خریدی تھی ابھی پڑھا بھی نہیں تھا میں اتقان کو لایا اور پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا تھا کہ انیس آیتیں منسوخ ہیں میں اسکو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور میں نے سوچا کہ انیس یا بیس آیتوں کو فوراً یاد کر لونگا۔گو مجھے خوشی بہت ہوئی مگر مجھکو ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ پھر بھی وہ کتاب مجھکو پسند نہ آئی اب مجھکو الفوز الکبیر کا خیال آیا کہ اس کو بھی تو پڑھ کر دیکھیں۔اس کو پڑھا تو اسکے مصنف نے لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے اس میں پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔یہ پڑھ کر بہت ہی خوشی ہوئی میں نے جب ان پانچ پر غور کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ یہ ناسخ منسوخ کا جھگڑا ہی بے بنیاد ہے۔کوئی چھ سو بتاتا ہے،کوئی انیس یا اکیس اور کوئی پانچ۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو صرف وہم کی بات ہے میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ قطعی فیصلہ کر لیا کہ ناسخ منسوخ کا معاملہ صرف بندوں کی فہم پر ہے۔ان پانچ نے سب پر پانی پھیر دیا۔یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک زمانے میں میں لاہور کے اسٹیشن پر شام کو اترا بعض اسباب ایسے تھے کہ چینیاں والی مسجد میں گیا شام کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں محمد علی نے مجھ سے کہا کہ جب عمل قران مجید و حدیث پر ہوتا ہے تو ناسخ اور منسوخ کیا ہوتا ہے میں نے کہا کہ کچھ نہیں۔وہ (زیادہ) پڑھے ہوئے نہیں تھے گو میر ناصر کے استاد تھے انہوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا یہ ان دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا میں نمازوں میں تھا اور وہ جوش سے ادھر ادھر ٹہلتے رہے میں جب نماز سے فارغ ہوا تو کہا ادھر آؤ تم نے میرے بھائی کو کہہ دیا ہے کہ قران میں ناسخ و منسوخ نہیں۔ میں نے کہا ہاں نہیں ہے تو بڑے جوش سے کہا کہ تم نے ابو مسلم اصفہانی کی کتاب پڑھی ہے وہ بھی قائل نہیں تھا میں نے کہا پھر تو ہم دو ہو گئے پھر اس نے کہا کہ سید احمد کو جانتے ہو۔مراد آباد میں صدر الصدور ہیں۔میں نے جواب دیا کہ میں رام پور،لکھنؤ اور بھوپال کے عالموں کو جانتا ہوں ان کو نہیں جانتا۔اس پر کہا وہ بھی (ناسخ منسوخ) کا قائل نہیں۔تب میں نے کہا بہت اچھا پھر اب ہم تین ہو گئے۔کہنے لگا یہ سب بدعتی ہیں امام شوکانی نے لکھا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں ہے وہ بدعتی ہے۔میں نے کہا تم دو ہو گئے۔میں ناسخ اور منسوخ کا ایک ایسا فیصلہ آپ کو بتاتا ہوں تم کوئی آیت پڑھ دو جو منسوخ ہو۔اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے کوئی پڑھ دے تو کیا جواب دوں۔خدا تعالیٰ ہی سمجھائے تو بات ہے۔اس نے ایک آیت پڑھی میں نے کہا کہ فلاں کتاب نے جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب دیا ہے۔کہنے لگا ہاں۔پھر میں نے کہا اور پڑھو تو خاموش ہی ہو گیا۔علماء کو یہ وہم

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

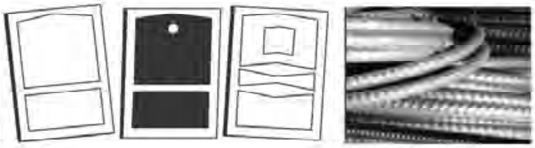

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

رہتا ہے ایسا نہ ہو کہ ہتک ہو اس لئے اس نے یہی غنیمت سمجھا کہ چپ رہے۔اس کے بعد پھر بھیرہ میں ایک شخص نے نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں نے اپنے فہم کے مناسب جواب دیا اور کہا کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں تو اس دوست نے کہا آپ ان پانچ پر نظر ڈالیں میں نے تفسیر کبیر رازی میں بہ تفصیل ان مقامات کو دیکھا تو تین مقام میری سمجھ آ گئے اور دو سمجھ میں نہ آئے تفسیر کبیر میں اتنا تو لکھا ہے کہ شدّت خفّت کا فرق ہو گیا ہے پھر میں ایک مرتبہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا جیسے بجلی کوند جاتی ہے میں نے پڑھا کہ فلاں آیت منسوخ نہیں ہے میں بڑا خوش ہوا کہ اب تو چار مل گئیں صرف ایک ہی رہ گئی۔ بڑی بڑی کتابوں کا کیا ذکر میں چھٹ بھیّوں کی (کتابیں) بھی پڑھتا ہوں اسی طرح پر ایک کتاب میں وہ پانچویں بھی مل گئی اور خدا کے فضل سے مسئلہ ناسخ ومنسوخ حل ہو گیا۔''

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص107 مطبوعہ لاہور بحوالہ الفرقان جولائی 1969ء)

Cell : 9943720000

National Mobiles

Accessories & Spares

9, Perumal Chetty Street, Pollachi - 642 001,

21/3, Krishna Samy Street, Pollachi - 642 001,

17/7, Karumathampatti, Somanur - 641 659,

479, Anupparpalalyam, Thirupur - 641 652.

TAMIL NADU

Laiq Ahmad Farooqi (Prop.)

FAROOQI ARTS

Cell : 9829405048
9814631206
O) 0141-4014043
R) 0141-2305668

Lucky Enterprises

We Deals In : *Sticker Roll *Grinding Wheel *Belt, felt *Gun *China Books *Abrasive Stone *U. V. Glue *Cerium Oxide *Colours *Glass Cutter *All Glass Tools & Various Allied *Crystal Acid *Chemicals & Acids.

597, Jailal Munshi Ka Rasta, Chandpole Bazar, Jaipur-1,
E-mail : lucky08_dec@yahoo.com

سیرت صحابہ کرام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ

(تقریر جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ 26,27,28 دسمبر 2009ء از مکرم بُرہان احمد ظفر ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (احزاب: ۲۴)

صاحب صدر سامعین کرام! جیسا کہ آپ نے سماعت فرمالیا ہے کہ میری تقریر کا عنوان ہے سیرت صحابہ۔ اس عنوان کے تحت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر کچھ کہنے کا حکم ہوا ہے۔

دَورِ اوّل اور دَورِ آخر کے خلفاء کی سیرت کو اس مختصر سے وقت میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے تاہم سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرونگا۔

قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا تعلق صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ہے اس کا ترجمہ اس طرح ہے کہ:

’’مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا پس ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی منّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے ہرگز اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی‘‘۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے آپ کی ایک بعثت اُمّیین میں ہونی تھی اور دوسری کا ذکر اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں موجود ہے اور یہ دوسری بعثت ظلّی بعثت ہے جو کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ پوری ہونی تھی۔ قرآن کریم کی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

’’یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے...... نیز فرمایا اور اس کو ایک گروہ کثیر بنائے گا اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان اُن میں جاری و ساری ہوگا اور صحابہ سے وہ ملیں گے یعنی اپنے کمالات کے رُو سے اُن کے مشابہہ ہو جائیں گے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۲۰۸)

قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق جب ہم غور کرتے ہیں تو اوّلین اور آخرین میں ہمیں گہری مشابہت دکھائی دیتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ کا حضرت حکیم مولوی نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ سے ایک گہری مشابہت ہے اور اس مشابہت کا قائم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کی صداقت کا بھی ایک زبردست ثبوت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق نسبی طور پر مکہ معظّمہ کے ایک مشہور خاندان قریش سے ہے۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ چونتیسویں پشت میں جا کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے اسی بناء پر ہی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’حمامۃ البشریٰ‘‘ میں آپ کا تعارف اِن الفاظ میں کروایا ہے کہ:

القریشی قومًا والفاروقی نسبتًا یعنی آپ قومی لحاظ سے قریش ہیں اور نسب کے لحاظ سے فاروقی۔

اگر ہم اور پیچھے چلے جائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب ایک مشہور قریشی سردار کعب بن لوئی پر جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے اس طرح حضرت مولانا نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی شمع نور کی ایک کرن دکھائی دیتے ہیں جسے قرآن کریم نے سراج منیر قرار دیا ہے۔

ارشاد الساری شرح بخاری قسطلانیؒ میں لکھا ہے کہ :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن نہایت پاکیزہ فطرت اور بُت پرستی سے متنفر تھے۔ایک مرتبہ جب آپ کی عمر صرف چار برس کی تھی آپ کے والد ابوقحافہ آپ کو ایک بت خانہ لے گئے وہاں نصب ایک بڑے بُت کی طرف اشارہ کر کے اُنہیں کہا کہ یہ تمہارا بلند بالا خدا ہے اس کو سجدہ کرو۔اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بُت کو مخاطب کر کے کہا کہ :

میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے میں پتھر مارتا ہوں اگر خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔اور ساتھ ہی ایک پتھر مار دیا اس سے بُت گر گیا تو آپ کے والد نے آپ کے منہ پر غضبناک ہو کر ایک تھپڑ مارا اور وہاں سے گھسیٹتے ہوئے اُمّ الخیر رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اس پر اُنہوں نے آپ کو گلے سے لگایا اور ابوقحافہ کو مخاطب ہو کر کہا۔

''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو مجھے اس کے بارے میں غیب سے کئی اچھی باتیں بتائی گئی تھیں۔''

(سیرت حضرت ابوبکر صفحہ ۷۳، ۸۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا خدائے واحد و یگانہ پر کامل یقین اور ایمان تھا اور آپ کے دل میں کبھی غیر اللہ کا خیال بھی نہیں گزرا۔آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سب مُریدوں سے وہ اوّل نمبر پر ہے اور غیر اللہ سے انقطاع میں اور ایثار اور خدمات دین میں وہ عجیب شخص ہے۔''

(حمامۃ البشریٰ، مرقاۃ الیقین صفحہ ۶۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خدا تعالیٰ پر کس قدر ایمان اور یقین تھا اس سلسلہ میں آپ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔آپ پنڈ دادنخاں میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرتے تھے وہاں ایک دن مدارس کے ایک انسپکٹر آ گئے۔انہوں نے لڑکوں کا امتحان بھی لیا۔حضور فرماتے ہیں :-

''بعد میں مجھے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کی ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی باعث سے آپ کو اس قدر ناز ہے۔میں نے یہ بات سُن کر کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا کہ بھائی اُس بُت کو ذرا نکال کر تو لاؤ۔پھر اس کے سامنے ہی منگا کر اس کو پھاڑ ڈالا اور دکھا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں مانتے اس شخص کو میری اس طرح اپنی اسناد کو پھاڑ ڈالنے کا رنج بھی ہوا جس کا اس نے نہایت تأسف سے اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ کے اس نقصان کا باعث میں ہوا ہوں نہ میں اس بات کو کہتا اور نہ آپ کا یہ نقصان ہوتا لیکن حقیقت میں جب سے مَیں نے اس ڈپلومہ کو پھاڑا تب ہی سے میرے پاس اس قدر روپیہ آتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے۔''

واقعی غیر اللہ سے انقطاع کے معاملہ میں آپ کو عدیم المثال مقام حاصل تھا۔

تعلیم: عرب میں تعلیم کا کوئی رجحان نہ پایا جاتا تھا۔اور بحیثیت مجموعی عرب ایک اَنپڑھ قوم تھے۔خال خال ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔قرآن کریم نے بھی اسی بات کا ذکر کیا ہے کہ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا کہ وہی ہے جس نے اُمیوں میں رسول بھیجا ہے۔ایسے زمانہ میں اور ایسی قوم میں آنے کے باوجود آپ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص دھیان دیا اور آپ لکھنے پڑھنے کے علاوہ دیگر مشاغل میں بھی دسترس رکھتے تھے۔شعر گوئی اور شعر فہمی اور تجارت میں خوب ماہر تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد صاحب نے بھی بچپن ہی سے آپ کی تعلیم کی طرف بہت توجہ دی بلکہ آپ کے والد صاحب کو اپنی ساری اولاد کو ہی تعلیم دلوانے کا بہت شوق تھا۔آپ فرماتے ہیں:-

''میرے باپ کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت شوق تھا۔مدن چند ایک ہندو عالم تھا وہ کوڑھی ہو گیا لوگوں نے اسے باہر مکان بنا دیا۔میرے باپ نے اس کے پاس

میرے بھائی کو پڑھنے کے لئے بھیجا۔لوگوں نے کہا خوبصورت بچہ ہے کیوں اس کو ہلاکت میں ڈالتے ہو۔اس پر میرے باپ نے کہامدن چند جتنا علم پڑھ کر اگر میرا بیٹا کوڑھی ہوگیا تو کچھ پرواہ نہیں۔‘‘

آپ کی تبحر علمی اور صوفیانہ عالمانہ شان کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ آپ کے سرسید احمد خان صاحب سے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ایک مرتبہ آپ نے ایک خط جوایک نواب صاحب کو لکھا اور بدر میں شائع ہوا ہے کہ:

’’مجھ خاکسار کی (سر) سید سے خط وکتابت رہی ہے۔ میں نے ان سے ایک بار کسی تقریب پر عرض کیا تھا جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہوجاتا ہے حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ قابل غور ہے جس کے جواب میں سرسید نے لکھا کہ وہ نورالدین بنتا ہے۔‘‘ (حیات نور صفحہ ۱۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’میرے سب دوست متقی ہیں لیکن ان سب سے قوی بصیرت اور کثیر العلم اور زیادہ تر نرم اور حلیم اور اکمل الایمان والاسلام اور سخت محبت اور معرفت اور خشیت اور یقین اور ثبات والا ایک مبارک شخص بزرگ، متقی، عالم، صالح، فقیہہ اور جلیل القدر محدّث اور عظیم الشان حاذق حکیم، حاجی الحرمین، حافظ القرآن، قوم کا قریشی، نسب کا فاروقی ہے جس کا نام نامی مع لقب گرامی مولوی حکیم نورالدین بھیروی ہے اللہ تعالیٰ اس کو دین ودنیا میں بڑا اجر دے۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۵۱)

ایمان: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت ہی میں اپنے پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ اطوار کی وجہ سے اندھیرے میں نور کی حیثیت رکھتے تھے جب آپ کی عمر اٹھارہ برس کے قریب ہوگئی تو آپ کو اس ذات پاک کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا جس نے منارہ نور بننا تھا یعنی مکہ کا سراج منیر نبیوں کا سرتاج سرور دوعالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔

ارباب سیر میں بیان ہے کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج، عادات وخصائل اور اخلاق میں حیرت انگیز مشابہت تھی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اخلاق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے عکس جمیل دکھائی دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نور نبوت کا ظہور ہوا اور آپ نے اہل مکہ والوں کو دعوت اسلام دی اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہ تھے لیکن جیسے ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی خبر آپ کو پہنچی آپ فوراً ابلا تردُّد ایمان لے آئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی ملاقات کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور یہ نبی علیہ السلام کے زمانہ جاہلیت ہی سے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ ملاقات کے بعد عرض کیا اے ابوالقاسمؐ آپ کو برادری کی مجلسوں میں نہیں پاتا اور لوگ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ اُن کے آباء واجداد کو بُرا بھلا کہتے ہیں، آپ نے فرمایا میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اتنا کہہ کر آپ فارغ ہی ہوئے تھے کہ صدیق اکبرؓ اسلام لے آئے۔حضور علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ کے اسلام لانے سے اس قدر خوش ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان جن کو اَخْشَبَیْن کہتے ہیں آپ سے زیادہ خوش نہ تھا۔‘‘ (حیات صحابہ صفحہ ۴۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جو مردوں میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر جب ہم اس اعتبار سے نظر کرتے ہیں تو سابق الایمان کا یہ پہلو بھی آپ کی سیرت میں نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ریاست جموں میں تشریف فرما تھے کہ وہاں کے وزیر اعظم کی وساطت سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار جس میں مخالفین اسلام کو نشان نمائی کی دعوت دی گئی تھی ملا اس پر آپ کو قادیان آنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ جب آپ قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ملاقات کی غرض سے پیغام بھیجا تو آپ نے پیغام دینے والے کے ہاتھ ہی لکھ بھیجا کہ نماز عصر کے وقت آپ سے ملاقات کریں۔

حضور فرماتے ہیں :

''یہ بات معلوم کر کے میں معاً اُٹھ کھڑا ہوا'' چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اُترے تو مَیں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہوجاؤں۔''

چنانچہ آپ نے اس پہلی ملاقات میں ہی حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری بیعت لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے حکم کے بغیر اس معاملہ میں کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ اس پر حضرت مولانا نے عرض کیا کہ پھر حضور وعدہ فرمائیں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم آجائے سب سے پہلے میری بیعت لی جائے۔ آپؑ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ آپ ہی کو پہلے بیعت کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذن الٰہی 23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت لینے کا اہتمام فرمایا تو سب سے پہلے حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی بیعت کی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنِّیْ قُلْتُ یٰاَیُّھَا النَّاسُ انی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۷ ۸۴ صفحہ ۵۵۸)

یعنی میں نے تم لوگوں سے کہا کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں تو تم نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے مگر ابوبکر نے تصدیق کی۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے تعلق سے اپنی کتاب ''اِزالہ اَوہام'' میں فرماتے ہیں :-

''انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردّد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ مَیں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔ **اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ**
(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''بعض تم میں سے ایسے بھی صادق ہیں کہ انہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو سینکڑوں نشان دکھلائے لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی وہ مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ رہتے۔ چنانچہ مولوی نور الدین صاحب کسی نشان کے طالب نہیں ہوئے انہوں نے سنتے ہی آمنّا کہہ کر اور فاروقی ہو کر صدیقی عمل کر لیا لکھا ہے حضرت ابوبکر شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپس آئے تو راستہ میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی خبر پہنچی وہیں انہوں نے تسلیم کر لیا۔'' (حیات نور صفحہ ۱۶۲)

سبحان اللہ ہر دو خلفاء میں ایمانی شان کی کیسی اعلیٰ وارفع مشابہت دکھائی دیتی ہے۔

مالی قربانی: معزز سامعین! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار مکہ کے رئیس لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ کا اصل پیشہ تجارت تھا۔ آپ کی ایمانداری اور دیانتداری کے باعث خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت برکت دی تھی۔ آپ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو آپ نے اپنی کسی بھی چیز کو خدا کے راستہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ اپنا سب مال لیکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں اور حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال بھی تھا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر میں حضرت ابوبکر سے کسی دن آگے بڑھ سکتا ہوں تو آج کے دن میں ان سے سبقت لے جا سکتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنا آدھا مال لیکر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ان کے لئے باقی رکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا آخر کیا باقی رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اتنا ہی۔ اور حضرت ابوبکر جو کچھ ان کے پاس تھا لے آئے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے تو ان کیلئے اللہ اور اللہ کے

رسول کو باقی چھوڑا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں ان سے کبھی بھی کسی شئے میں سبقت نہیں لے جاسکتا۔''

(ترمذی مناقب صحابہ صفحہ ۷۶۴)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:

مَانَفَعَنِیۡ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِیۡ مَالُ اَبِیۡ بَکۡرٍ

(جامع ترمذی مترجم جلد دوم باب مناقب ابوبکر صفحہ ۷۴۴)

یعنی مجھے کسی شخص کے مال سے ایسا فائدہ نہیں پہنچا جیسا کہ ابوبکرؓ کے مال سے۔

سامعین کرام! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان اصحاب میں سے تھے جو اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اگر آخرین میں اس کی مثال تلاش کی جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی وجود ایسا دکھائی دیتا ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کامل مشابہت اپنے اندر رکھتا ہے۔ آپ کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''میرے اُن مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارہ میں میرے دوست ہیں۔ اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے وہ جائے ولادت کے لحاظ سے بھیروی اور نسبت کے لحاظ سے ہاشمی ہے جو کہ اسلام کے سرداروں میں سے اور شریف والدین کی اولاد میں سے ہے۔ پس مجھ کو اس کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ عضو مل گیا اور ایسا سرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے اور میں اپنے سب غموں کو بھول گیا جب سے کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میں نے دین کی نصرت کی راہوں میں اس کو سابقین میں سے پایا اور مجھ کو کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اس کے مال نے جو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے دیا اور کئی سال سے دیتا ہے۔''

نیز فرمایا:

''اُس نے اپنا تمام چیدہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا ہے۔''

سامعین کرام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ خطوط جو آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فدائیت میں لکھے اُن کو پڑھیں تو ان میں صدیقیت کی خوشبو مہکتی دکھائی دیتی ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :-

''میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرو مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مُراد کو پہنچ گیا۔''

نیز لکھا:

''مجھے آپ سے نسبتِ فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔''

جہاد: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو دور ہمیں نمایاں دکھائی دیتے ہیں ایک دور جو مکی دور کہلاتا ہے وہ جمالی دور تھا اور دوسرا دور جو مدنی کہلاتا ہے یہ جلالی دور تھا جس میں خدا نے مسلمانوں کو دفاع کی اجازت دی اور مسلمانوں کو کفار کی طرف سے ہونے والے کئی حملوں کے وقت جہاد کرنا پڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں مالی جہاد میں بھر پور حصہ لیا وہاں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی معرکوں میں حصہ لیا اور آپ کو جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب، بنی مصطلق، خیبر، فتح مکہ، جنگ حنین اور تبوک وغیرہ میں جہاد میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ اور آپ ہمیشہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہ کر آپ پر ہونے والے ہر وار اور حملہ کا دفاع کرتے تھے۔ قرآن کریم میں انہیں لوگوں کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے :

لٰکِنِ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ جٰھَدُوۡا بِاَمۡوَالِھِمۡ وَاَنۡفُسِھِمۡ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الۡخَیۡرٰتُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (توبہ آیت:۸۸)

لیکن رسول اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور یہی ہیں جن کیلئے تمام بھلائیاں مقدر ہیں اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کی نسبت یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ **یَضَعُ الۡحَرۡب** کرے گا اس لئے اسلام کی فتح کے لئے یہ دَور قلمی جہاد کے طریق پر ظاہر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام ادیان باطلہ کا قلمی جہاد سے مقابلہ فرما رہے تھے ایسے ہی دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔اس زمانہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی مجاہدہ تجویز کرنے کی درخواست کی اس پر جو مجاہدہ تجویز فرمایا اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:-

''میں جب حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی مریدی میں کیا مجاہدہ کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہو۔آپ نے فرمایا کہ مَیں یہ مجاہدہ بتاتا ہوں کہ آپ عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک کتاب لکھیں۔مجھ کو عیسائی مذہب سے واقفیت نہ تھی ان کے اعتراضوں کی بھی خبر نہ تھی۔'' (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۶۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کے متعلق فرمایا تھا **یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ** کہ وہ صلیب کو توڑیگا۔جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں یکسر الصلیب کا فریضہ سرانجام دیا وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ''فصل الخطاب المقدمۃ اھل الکتاب'' نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ پھر پنڈت لیکھرام اور آریوں کے اعتراضات کے جواب میں ''تصدیق براہین احمدیہ'' عبدالغفور نامی مسلمان کے مرتد ہو کر جو اعتراضات کے رنگ میں اس نے کتاب لکھی اس کے جواب میں ''نور الدین'' نامی کتاب تصنیف فرما کر آپ نے اس قلمی جہاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا۔اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی کتب تصنیف فرما کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح مجاہدین کی صف میں کھڑے ہوئے صرف فرق یہ ہے سابقون کو شمشیر سے جہاد کرنا پڑا اور آخرین نے قلم کے جہاد میں حصہ لیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ع

سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

عشق قرآن: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کلامِ الٰہی قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی۔آپ ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔تاریخ میں آتا ہے کہ ابن دغنہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پناہ دی تو آپ نے اپنے صحن خانہ میں ایک مسجد بنالی۔وہاں آپ نماز ادا کیا کرتے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے۔روایت میں آتا ہے کہ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو آپ کی آنکھوں سے کلام الٰہی سے محبت کے نتیجہ میں آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر روتے کہ آپ کی ہچکی بندھ جاتی اور سننے والوں پر اس کا بہت اثر ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفسیر القرآن کا فہم عطا فرمایا تھا۔آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر فیضان نبوت سے حصہ پایا اور آپ کا سینہ قرآنی علوم اور کمالات نبویہ کا مخزن بن گیا تھا۔آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مصداق تھے۔

مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ شَیْءٌ اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِی صَدْرِ اَبِی بَکْرٍ

''یعنی جو وحی بھی مجھ پر نازل کی گئی میں نے اس کو ابوبکر کے سینہ میں نچوڑ دیا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کی جو تفسیر فرماتے وہ اپنے اندر نیا اور اچھوتا رنگ رکھتی تھی جو کہ عام لوگوں کے فہم سے بہت بالا ہوتی اسی لئے تاریخ میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفسیر قرآن کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا :

''اللہ کے منشاء کے خلاف اگر میں قرآن کی کسی آیت کی تفسیر کروں تو بتاؤ کس زمین میں رہوں اور کس آسمان کے نیچے زندگی گزاروں۔''

(تاریخ الخلفاء سیوطیؒ سیرت ابوبکر صفحہ ۴۰۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے جمع قرآن کریم کا فریضہ سرانجام دیا جو آپ کی قرآن کریم سے محبت کی عکاسی کرتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو بھی قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی۔

قرآن کریم سے آپ کی محبت کا اندازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:-

'' جس طرح اس کے دل میں قرآن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ایسی محبت اور کسی کے دل میں نہیں دیکھتا۔وہ قرآن کا عاشق ہے اور اس کی پیشانی میں آیات مبین کی محبت چمکتی ہے اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نور ڈالے جاتے ہیں۔پس وہ ان نوروں کے ساتھ قرآن شریف کے وہ دقائق دکھاتا ہے جو نہایت بعید اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔اور اس کی اکثر خوبیوں پر مجھے رشک آتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۴)

سامعین کرام! یہ دونوں وجود ایسے ہیں جن کے دل قرآنی محبت سے پُر اور کلام الٰہی کے عاشق دکھائی دیتے ہیں ہاں ہاں ایسے ہی وہ لوگ ہیں جن کو آسمان پر عزت دی جائے گی جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔''

امام سے محبت: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان فدا کرنے کو ہر دم تیار رہتے تھے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم سے سب سے بہتر ہیں اور ہم سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے محبت کرتے ہیں۔ (ترمذی باب المناقب صفحہ ۷۰۴)

اسی طرح عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں سے سب سے زیادہ کس سے محبت رکھتے تھے۔ آپ نے جواب دیا ابوبکر سے پھر میں نے کہا اس کے بعد فرمایا عمر سے پھر میں نے کہا اس کے بعد فرمایا ابوعبیدہ بن جرّاح سے پھر میں نے سوال کیا اس کے بعد تو آپ خاموش ہو گئے۔

(ترمذی باب المناقب صفحہ ۷۰۴)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جہاں خشیت الٰہی، عشق رسول، محبت قرآن ایثار و قربانی، خدمت خلق، سخاوت اور حلم جیسی صفات موجود تھیں وہاں رسول خدا سے محبت میں اس قدر آگے بڑھے ہوئے تھے کہ آپ کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے اس پر فوری عمل کرنے کو تیار رہتے۔ آپ ایک مرتبہ مکہ والوں کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنے لگے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی آپ رُک جائیں آپ فوری رُک گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مکہ والوں کی تکالیف کو حقیر جانا۔ مال خرچ کرنے کی تحریک فرمائی تو سارا ہی آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ کسی غلام کو آزاد کرانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر کی تو فوراً اس غلام کو خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ تمام وہ صفات تھیں جس بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بے پناہ محبت تھی۔

آخرین کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بھی کچھ ان سے کم نہ تھا۔ 1982ء کی بات ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے بھیرہ میں اپنا مکان اور مطب بنوانا شروع کیا کچھ عرصہ بعد آپ کو کسی ضرورت کے پیش نظر دو تین دن کے لئے لاہور آنا پڑا۔ لاہور پہنچ کر خیال آیا کہ قادیان قریب ہے تو ایک روز کے لئے قادیان بھی ہو آتا ہوں۔ یہ غالباً 1938ء کی بات ہے۔ بٹالہ سے یکّہ والے کا واپسی کی شرط پر کرایہ مقرر کیا۔ جب آپ قادیان تشریف لائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب تو آپ فارغ ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ یہ سُن کر آپ نے واپسی کی اجازت لینا مناسب خیال نہ کیا اور یکّہ والے کو واپس کر دیا۔ دوسرے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہو گی ایک بیوی کو بلا لیں تو آپ نے پیغام بھیج دیا اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ شاید میں جلدی نہ آسکوں مکان کی تعمیر کا کام بند کر دیں۔ کچھ دنوں بعد فرمایا آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے آپ اپنا کتب خانہ منگوا لیں۔ آپ نے وہ بھی منگوا لیں پھر فرمایا دوسری بیوی کو بھی بلا لیں وہ آپ کی زیادہ مزاج شناس ہے۔ چنانچہ اسے بھی بلا لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ بھیرہ کا خیال دل سے نکال دیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:

''خدا کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔''

(حیات نور صفحہ ۵۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ کی فدائیت کے بے شمار واقعات ہیں صرف ایک پیش کرتا ہوں۔

محترم جناب حکیم محمد صدیق صاحب آف میانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب آپ مطب میں بیٹھے تھے ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اُٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضور کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب خلیفہ ہو گئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

تم جانتے ہونا نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

سامعین کرام! یہ محبت کوئی ایک طرفہ نہ تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''میرے کلام کے سننے کے لئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے اور میرے مقام کی محبت کے لئے وہ اپنے اصلی وطن کی یاد کو چھوڑ دیتا ہے اور میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔'' (مرقاۃ الیقین صفحہ ۴۰)

انتخاب خلافت: خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ النور میں وعدہ فرمایا ہے جو لوگ ایمان لانے والے اور نیک اعمال کرنے والے ہونگے انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس کو اُٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر بعض اَدوار کا ذکر فرمانے کے بعد آخر پر فرمایا : ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔ کہ تم میں خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے جہاں انصار مدینہ خلافت کے فیصلہ کے لئے جمع تھے ان سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے ممتاز اور محب رسول تھے لیکن نہایت درجہ منکسر المزاج بھی تھے، خود کو خلافت کا اہل نہ سمجھتے تھے۔آپ نے انصار کے سامنے حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراحؓ کا خلیفہ کے لئے نام پیش فرمایا۔لیکن ان بزرگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی بیعت کر لی۔اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق تمام مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔آپ ہی کا وجود وہ تھا جس کو خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔اور آپ ہی کا وجود وہ تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کرتا تھا۔آپ نے جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس کی کچھ عبارت پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

''اے لوگو خدا کی قسم نہ میں کبھی دن میں اور نہ رات میں امارت کا خواہاں تھا۔نہ اس کی طرف مجھے رغبت تھی اور نہ میں نے کبھی پنہاں یا آشکارا اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دُعا کی۔البتہ مجھے خوف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ برپا ہوجائے اس لئے اس بارِ گراں کو اُٹھانے کے لئے تیار ہوگیا ورنہ امارت میں مجھے کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک ایسا بوجھ مجھ پر ڈالا گیا ہے جس کے برداشت کرنے کی طاقت میں اپنے اندر نہیں پاتا۔

یہی نظارہ ہم کو دورِ آخر میں دکھائی دیتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہی خدا تعالیٰ نے اس دور میں بھی خلافت علیٰ منہاج النبوت کا وعدہ پورا فرمایا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جماعت کے سامنے رسالہ الوصیت کے مطابق انتخاب خلافت کا معاملہ پیش ہوا تو اس وقت سب کی نظریں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ٹکیں۔آپ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح خلیفہ کے انتخاب کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور میر ناصر نواب صاحب اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا نام پیش کیا کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرلو اور میں اس کی بیعت کرلوں گا۔لیکن جماعت کے تمام عمائدین نے آپ ہی کو خلافت کے لئے منتخب کیا اور سب نے آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت خلافت لینے سے قبل جو آپ نے تقریر فرمائی اس میں آپ نے فرمایا:

''میری پچھلی زندگی پر غور کرلو میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہش مند نہیں۔''

سامعین کرام! جیسا کہ آپ سُن چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذریعہ معاش تجارت تھا اور آپ قریش میں سب سے بڑے تاجر اور مالدار تھے۔آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد دین کی راہ میں اپنا سب کچھ صرف

کردیا اور جب خلافت کا بوجھ آپ کے کندھوں پر آیا تو آپ نے نہایت درجہ کفایت شعاری اور قناعت سے کام لینا شروع کردیا۔ خلافت پر متمکن ہونے کے کچھ عرصہ بعد تک بھی آپ تجارت کرتے اور اپنی گذر بسر کیا کرتے تھے۔ جب خلافت کا کام بہت بڑھ گیا تو پھر آپ نے بیت المال سے لوگوں کے بار بار کہنے پر وظیفہ لینا قبول کیا۔ آپ نے دو سال تین ماہ گیارہ دن خلافت پر متمکن رہنے کے بعد 63 برس کی عمر میں وفات پائی اس طرح آپ کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 63 برس کے برابر تھی۔

آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے لین دین کے حسابات پورے کئے اور دریافت فرمایا کہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد میرے مال میں کس قدر اضافہ ہوا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ ایک اونٹنی، ایک حبشی غلام، ایک پُرانی چادر اس پر فرمایا کہ یہ مال میرے جانشین کے سپرد کردیئے جائیں۔ علامہ ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین کے سپرد وصیت کے مطابق یہ چیزیں کردی گئیں۔

جو صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے منتظم تھے ان سے دریافت فرمایا کہ میرے ذمہ کوئی رقم تو نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ پچیس درہم نکلتے ہیں اور یہ میں نے آپ کو معاف کئے۔ آپ نے فرمایا:

''چپ رہو اور میرے توشۂ آخرت کو قرض سے نہ تیار کرو۔''

آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ رقم انہیں ادا کردی جائے چنانچہ وہ ادا کردی گئی۔

قربان جائیں ایسے محب رسول پر کہ جو مکہ کے قریش خاندان کا سب سے بڑا تاجر ہو کر راہِ خدا میں سب کچھ قربان کر گیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

اس نہج پر جب ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ میں بھی ہمیں یہی رنگ دکھائی دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ حاذق حکیم بھی تھے جیسا کہ آپ سُن چکے ہیں کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے اور قربان جائیں اس وجود پر جس نے سب کچھ راہ خدا میں خرچ کردیا۔ اس کو اس جگہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب آپ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو جماعت کا سارا بوجھ آپ کے کندھے پر آگیا۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک ارتداد کی رو چلی تھی اسی طرح جماعت میں بھی بعض لوگوں نے اندرونی طور پر ریشہ دوانیاں شروع کردیں۔ آپ نے ان سب کا سدّ باب کیا بلکہ ایک مرتبہ سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے بعض عمائدین کو دوبارہ بیعت کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اپنا سب کچھ دین کی خاطر قربان کردیا۔ جس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب آپ زیادہ بیمار ہوئے تو آپ نے 2 فروری 1912ء کو ایک وصیت فرمائی۔

آپ نے فرمایا:

''یہ یاد رکھو کہ میری اولاد کے لئے زکوٰۃ صدقہ و خیرات و یتامیٰ و مساکین کے فنڈ سے روپیہ نہ دینا۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سامان پیدا کردے گا۔ تم میں بہت ہونگے اُن کو میری تعلیم پہنچادو۔ نیز لکھا میرے پاس روپیہ نہیں۔ میرے ذمہ جس قدر قرض تھے وہ دیئے گئے ہیں اور جو کچھ ہیں وہ کل انشاء اللہ دے دیئے جائیں گے۔ میرا باپ بھی قرض نہیں لیتا تھا۔ میں بھی قرض نہیں لیتا یعنی میں کسی کا مقروض نہیں رہا۔ میری اولاد سے کوئی تقاضہ نہ کرے۔''

اسی طرح آپ نے اپنی وفات سے قبل جو آخری وصیت فرمائی اس میں آپنے فرمایا:

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میرے بچے چھوٹے ہیں ہمارے گھر میں مال نہیں ان کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش یتامیٰ و مساکین فنڈ سے نہ ہو۔ کچھ قرض حسنہ جمع کیا جائے۔ لائق لڑکے ادا کریں یا کتب جائیداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز، عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔''

(ورثہ نورالدین ۴ مارچ ۱۹۱۴ئ)

آپ کی وفات 13 مارچ 1914ء کو ہوئی۔ آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مشابہت تامہ یہ بھی پائی گئی کہ جس طرح حضرت ابوبکر

بقیہ صفحہ 43 پر

مخالفین احمدیت کے لٹریچر پر ہمارا تبصرہ

(از شعبہ سماعت نظارت دعوت الی اللہ)

ہمارے صیغہ شعبہ سماعت کو ملک بھر سے بغرض معلومات بے شمار فون آتے ہیں۔ فون کرنے والوں میں ہر طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض مخالفانہ ردعمل کے ساتھ سوقیانہ کلام کرتے ہیں۔ بعض سنجیدہ طبع کے لوگ بغرض معلومات وتحقیقات علمی سوالات کرتے ہیں۔ الحمدللہ ردعمل مثبت ہے کچھ بیعت کر کے جماعت میں شامل بھی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بے شمار مخالفانہ کتب ولٹریچر بھی ہمیں ملتا ہے۔ اس لٹریچر کو پڑھنے سے یہی بات سامنے آجاتی ہے کہ خود تو اکثر لوگوں نے جماعت کی کتب کو نہ دیکھا ہے اور نہ ہی پڑھا ہے بلکہ مخالفانہ کتب سے ہی نقل درنقل کر کے حاشیہ چڑھا کر بیہودہ اور لچر قسم کے اعتراجات کئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ایک طبقہ ایسا بھی نظر آتا ہے جو جس بات کو اپنی طرف سے صحیح سمجھتا ہے اُس کا اظہار کرتا ہے اور حتی الوسع شرافت کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ لیکن پھر بھی ہر کتاب یا رسالہ اپنی داستان آپ ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے اور بہت سارے مخالفانہ کتب اور لٹریچر کے علاوہ سرینگر سے بعض دوستوں کے ارسال کردہ ''الحیات'' رسالے اور دہلی سے شائع ہونے والے ''اللہ کی پکار'' کے کچھ شمارے ہیں۔ ان میں ''الحیات'' کا ختم نبوت نمبر برائے ستمبر و اکتوبر 2010ء بھی شامل ہے۔ تمام مخالفانہ کتب کو پڑھنے سے یہی بات سامنے آجاتی ہے کہ باوجود یہ کہ رسالہ مذکور کی طرح کئی اور کتب میں ''احقاق حق'' کی بات کہی گئی ہوتی ہے لیکن تحریرات پڑھنے سے اُس کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ زہر آلود تحریرات کو نہایت میٹھی زبان استعمال کر کے معتقدین کے دلوں کو ٹھیس پہنچانے کی نیت ہوتی ہے۔ جسکی اسلام نے قطعاً اجازت نہیں دی ہے۔ اور نہ ہی مذاہب عالم اسکی اجازت دیتے ہیں۔ احقاق حق کی خاطر وضاحت کی خواہش ناپسندیدہ نہیں لیکن اپنی طرف سے حاشیہ آرائی اور پھر تلخ زبان کا استعمال انتہائی نامناسب اور اسلامی اخلاق کے برعکس ہے۔ مخالفانہ لٹریچر اور رسالہ جات کے مطالعہ سے یہی بات سامنے آجاتی ہے کہ ان مخالفین کے نزدیک احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں لہذا کافر ہیں۔۔۔۔الخ

اس مسئلے کو بنیاد بنا کر اور اس پر زور دیکر عوام الناس کے جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے۔ جب تصور ہی غلط ہو جاتا ہے تو پھر سب کچھ قابل اعتراض بن جاتا ہے اور کتابوں کے صفحوں کے صفحے بھر دئے جاتے ہیں۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

مخالفین کے جتنے بھی اعتراضات اور الزامات ہیں اُن سب کے جوابات جماعت نے دے دئے ہیں کون سی بات رہ گئی ہے جس کا جواب جماعت کے لٹریچر میں موجود نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تو اسی بات پر دنیا بھر کے تمام علماء کو مباہلہ کی دعوت دی تھی کہ اتمام حجت ہو چکا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں جو شکوک شبہات تھے نیز جماعت احمدیہ پر جو اعتراجات کئے جاتے رہے ہیں اُن سب کے کافی وشافی جوابات دئے جا چکے ہیں اب صرف مباہلہ کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سچوں اور جھوٹوں میں مابہ الامتیاز قائم کرے چنانچہ جماعت کا ہر فرد گواہ ہے اس مباہلے کے بعد جماعت نے بہت زیادہ ترقی کی ہے کیا تعداد کے لحاظ سے اور کیا اس عظیم مقصد کو آگے بڑھانے کے لحاظ سے جسکی خاطر امام مہدی نازل ہوئے تھے۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے تعداد کے لحاظ سے مالی اعتبار سے۔ علمی لحاظ سے جماعت نے ترقی کی ہے۔ کہاں گئے وہ لوگ جو جماعت کے ہاتھوں میں کشکول دینا چاہتے تھے اور کہاں گئے وہ لوگ جو جماعت کو نیست نابود کرنا چاہتے تھے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

خدا تعالیٰ کی قدیمی سنت:

تاریخ مذاہب عالم پر سرسری نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت آشکار ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ کسی بھی مامور من اللہ کو بطِیب خاطر قبول نہیں کیا گیا۔ بلکہ تاریکی کے فرزندوں نے نہ صرف اُن کا انکار کیا بلکہ سخت قسم کی ایذائیں دیں تکلیف دہ اور بے ہودہ اور لچر قسم کے اعتراضات اور الزامات اُن پر لگائے گئے۔ اور تو اور خود حضرت خاتم النبیین شافع محشر سید ولد آدم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کا بھی کوئی خیر مقدم نہیں کیا گیا۔ آپ کی جس قدر مخالفت ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی بات کا اظہار قرآن حکیم میں بدیں الفاظ فرماتا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزء ون (سورۃ یٰس: 31) کہ افسوس اور واویلا ہے میرے بندوں پر کہ جب بھی اُن کے پاس کوئی رسول نبی یا مامور من اللہ آیا تو انہوں نے اس کے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق کیا۔

جب موجودہ زمانے کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی علیہ السلام نے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق باذنِ الٰہی دعویٰ فرمایا تو آپ کے ساتھ بھی اسی سنت مستمرہ کے مطابق ویسا ہی سلوک کیا گیا جو دوسرے مامورین من اللہ کے ساتھ کیا گیا۔ جب آپ نے اپنا دعویٰ بایں الفاظ قوم کے سامنے رکھا:

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔" (اربعین نمبر 1 صفحہ: 3)

"میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح ستہ میں درج ہے وکفیٰ باللہ شہیداً۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ: 218)

نیز فرمایا:

"مجھے اُس خدائے کریم کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اُس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا۔ جب تک وہ اپنے تمام کام پورا نہ کرلے جس کا اُس نے ارادہ فرمایا ہے اُس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا اور اُس نے میری تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف وکسوف کیا اور زمین پر بہت سے کھلے کھلے نشان دکھلائے۔" (اربعین نمبر 2 صفحہ: 2)

افراد امت کے پاس آنحضرتؐ کی امانت:

مذکورہ دعاوی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ایک کثیر طبقہ کو آپ یعنی حضرت امام مہدی و مسیح کے حلقہ بیعت میں آنے کی توفیق عطا کر دی اور وہ اُس عظیم تر امانت یعنی "سلام" کو اُن تک پہنچانے سے سبکدوش ہوئے جس کا ارشاد حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ امت مسلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

فَاِذَا رَایتموہُ فَبَایعُوہُ ولو حبوًا علی الثلج فَاِنّہٗ خلیفۃ اللہ المھدی۔ (ابو داؤد جلد 2 باب خروج المھدی، بخارا الانور جلد 13 صفحہ: 21 ابن ماجہ مطبع فاروق دہلی صفحہ 310)

یعنی اے مسلمانو! جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو اُس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا اسی طرح آپ کا ارشاد ہے فلیقرئہُ منی السلام اُسے میری طرف سے سلام کہنا۔ (در منثور جلد 2 صفحہ: 425 بخاراالانوار جلد 13 صفحہ: 183 مطبوعہ ایران)

پس احمدی خوش قسمت ہیں کہ وہ اُس مسیح ومہدی کے سلسلہ بیعت میں شامل ہیں جسکی پیش خبری حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی

ہے۔ یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے بلکہ ایک عظیم اعزاز ہے جسکی قدر کرنا ہمارے لئے باعث صد افتخار رہے۔ ہم مخالفین سے بھی گذارش کرینگے کہ اپنی انرجی کو ضائع مت کریں۔ آپ کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ مولا کریم سے ہدایت طلب کریں اور اس امام عالی مقام کی بیعت میں آکر سلطانِ نصیر کا کام انجام دیں۔ ہم یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ آپ کی زہر آلود تحریریں تقریریں اور کاوشیں ضائع اور رائیگاں جارہی ہیں اور جائینگی۔ کیونکہ مامور من اللہ کی مخالفت کا ہمیشہ یہی انجام ہوا ہے اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بہترین مشورہ دیا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کو مانو! اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ اُسی پر پڑے گا۔ تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا اگر وہ سچا ہے تو تمہارا فائدہ ہے۔ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بعضُ الَّذِی یَعِدُکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّاب (المومن:29) یعنی اگر وہ جھوٹا نکلا تو یقیناً اس کا جھوٹ اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو جن چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے اُن میں سے کچھ ضرور تمہیں آ پکڑیں گی۔ یقیناً اللہ اُسے ہدایت نہیں دیا کرتا جو حد سے بڑھا ہوا اور سخت جھوٹا ہو۔

مخالفین کی ناکام کوششیں اور مامور من اللہ کی تنبیہ:

حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے دعویٰ کے بعد قدیم سنت کے تحت تاریکی کے فرزندوں نے طوفان بدتمیزی بپا کیا۔ کیا اپنے اور کیا بیگانے آپ کے مخالف ہوگئے آپ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے گئے۔ بے ہودہ اعتراضات کئے گئے اور چاہا کہ آپ کے وجود کو نابود کردیں۔ لیکن دشمنوں کے مقابل پر خدا تعالیٰ ہمیشہ آپ کی پشت پناہی کرتا رہا۔ آپ کے بدخواہ ناکام ہوتے گئے اور آپ کامیاب و کامران۔ یہ سلسلہ مخالفت اور آپؑ کے تئیں تائید باری تعالیٰ بدستور جاری ہے۔ تحریراً و تقریراً مخالفین احمدیت پہلے کی طرح اب بھی سرگرم ہیں۔ لیکن اُن کی تمام تر کاوشیں جماعت کی ترقی میں کھاد کا کام کررہی ہیں۔ اور جماعت تمام اطراف عالم میں مضبوط تر ہوتی جارہی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا:

”میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتح یاب ہوں گا مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہوسکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کردیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کردے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔“

(انوار الاسلام صفحہ:23)

تاریخ احمدیت کی شہادت:

تاریخ احمدیت کا ہر باب جو لکھا جاتا ہے وہ اس بات کا غماز ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا پیش خبریاں حرف بہ حرف نہ صرف پوری ہورہی ہیں بلکہ مخالفین احمدیت کے لئے سامان عبرت پیدا کررہی ہیں۔ یہ سلسلہ کبھی نہ تھمے گا۔ مخالفین کی پھونکوں سے بھلا مامور من اللہ کے منصوبے کیا ضائع ہوجاتے ہیں۔ کبھی نہیں (یُرِیدُون لیطفئوا نور اللّٰہِ بافواھھم واللّٰہُ

مُتِمُّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ (الصف:9) آپ اکیلے تھے۔قادیان کی گمنام بستی سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو چنا1835 میں آپ کی پیدائش ہوتی ہے 1908ء کوآپ سعود فرماتے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آج دنیا کے ایک سو اٹھانوے ملکوں میں آپ کے کروڑوں ماننے والے آباد ہیں۔ ہر دن جو احمدیت پر چڑھتا ہے وہ نئی خوشخبریاں لیکر آتا ہے۔ دنیا بھر میں انقلاب عظیم بپا ہے اور ایک عظیم روحانی انقلاب نظر آرہا ہے۔ وہ لوگ جو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر استخفاف سے دیکھتے تھے آپؐ کے پیدا کردہ روحانی انقلاب کی وجہ سے اب آپؐ پر درود و سلام بھیجتے نہیں تھکتے۔ کیا عیسائی، کیا یہودی، اور ایسے لوگ جو مذہب کو نہیں ماننے والے ہیں آپؑ کے دنیا بھر میں پھیلے مبلغین کرام کے ہاتھوں کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتے ہیں اس طرح آپ کی صداقت کے گواہ بن جاتے ہیں یہ ایک دن کی بات نہیں بلکہ ہر روز یہ سلسلہ جاری ہے۔آپ فرماتے ہیں:-

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میری جیسی تائیدیں ہوئی ہوں جسکی بار بار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے برباد کرتا وہ جہاں کا شہریار

اگر آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کو جو جماعت احمدیہ کی شکل میں بھی ہر نئے دن نئی شان کے ساتھ ظہور پذیر ہے کب کا ملیامیٹ کردیتا۔ آپ کا اور آپ کی جماعت کا نام ونشان دنیا میں نہ ہوتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپکی جماعت باوجود مخالفین کے زعم میں جھوٹا ہونے کے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کررہی ہے لیکن یہ مخالفین جو اپنے زعم میں سچے ہیں وہ اپنی تمام تر کوششوں میں ناکامی کا سامنا کررہے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ سچوں کو چھوڑ کر جھوٹوں کی مدد کرتا ہے یاللعجب؟ پس ہماری صلاح ہے کہ مخالفین احمدیت اپنی مخالفانہ سرگرمیوں پر نظر ثانی کریں۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا اس لئے جو لوگ خوف خدا سے بالا ہو کر عمل کرتے ہیں وہ اپنی کاروائیوں میں اور تیز ہوجاتے اور ماور من اللہ پر طرح طرح کے الزامات لگا کر اور اعتراضات کی جڑی لگا کر خوش ہوجاتے ہیں۔ کبھی اُن کو مراقی کہتے ہیں اور کبھی مجنون۔ کبھی ادنیٰ ملازم اور کبھی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہہ کر، کبھی انبیاء کرام کی توہین کرنے والا، اور انگریزوں کے ہاتھوں میں کھیلنے والا قرار کر اپنی بھڑاس نکالتے ہیں۔غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

قارئین کرام! یاد رکھئے اعتراضات کرنے والے اعتراضات کرتے جائیں گے وہ تمام تر اخلاقی حد بندیوں کو توڑ کر شرافت کو بالائے طاق رکھ کر جذبات سے کھیلیں گے۔ لیکن آپ خود گواہ ہیں۔ زمین وآسمان گواہ ہیں کہ سچوں کے مقابل اُن کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ بلا شبہ مومنین کے لئے عارضی دکھوں اور تکلیفوں کا وہ سامان تو کرتے ہیں لیکن آخر خود ہی شرمندہ ہو کر موردغضب الٰہی بن جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا ایمانداری سے مطالعہ کرنے والے آپؑ کو عاشق رسولؐ اور خادم اسلام کے رنگ میں ہی پاتے ہیں۔ ہاں ایک طبقہ بلکہ کثیر تعداد اُن لوگوں کی بھی ہے جنہوں نے اپنا مطمع نظر ہی آپؑ کو اور آپ کی جماعت کو ہدفِ نشانہ بنانا سمجھا ہے اور اس سلسلے میں وہ تمام تر اقدار کو بالائے طاق رکھ کر زہر آلود تحریریں اور غلط باتیں لکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ اس طرح وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک سکیں گے ہرگز نہیں حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ مخالفوں کی تقریریں تحریریں اور اجلاسات جماعت کی ترقی میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہیں۔

شعبہ سماعت کی گواہی:

ہمارا شعبہ شعبہ سماعت گواہ ہے کہ ہندوستان کی کنیا کماری سے لے کر کشمیر تک جتنی مخالفت ہورہی ہے اور جتنا لٹریچر یا رسالہ جات چھپتے ہیں وہ ہماری ترقی کے ضامن بن جاتے ہیں۔ کیونکہ لٹریچر کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ مختلف موضوعات پر لٹریچر تیار کرنے کی تحریک ہورہی ہے۔ ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ مخالفین احمدیت کے پاس وہی سوسال پہلے والے اعتراضات ہیں۔ جن کو پھیر بدل کر پیش کیا جاتا ہے۔ نیز اُن کے پاس گالیاں اور لچر باتوں کے علاوہ

کچھ نہیں۔ وہ مامور ربانی علیہ السلام کے خلاف خلفائے کرام کے خلاف زبان درازی سے کام لینے کے خوگر ہیں۔ ایسی باتوں کے لئے ہمارا یہی جواب ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہاں علمی موضوعات پر جماعت کا لٹریچر موجود ہے۔ اُس کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

افراد جماعت سے ہماری گذارش یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کا فریضہ ایک عظیم کام ہے اور یہ بڑی بڑی قربانیوں کا متقاضی ہے۔ ساری دنیا کو مسلمان بنانا بہت بڑا کام ہے۔ صحیح اسلامی لٹریچر پہنچانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس کام کو ہماری جماعت نے ذمہ لیا ہے کیونکہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا یہی کام حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ ''یحی الدین ویقیم الشریعۃ'' کہ مسیح و مہدیؑ جب آئے گا تو وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا چنانچہ دنیا میں مبلغین و معلمین کرام کے علاوہ داعین الی اللہ کی ایک بڑی تعداد اِس کام کو سرانجام دے رہی ہے۔ ہم ہر جگہ غیر مسلموں کو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لا رہے ہیں اور یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔ اور ہم پُر یقین ہیں کہ وہ دن دور نہیں جب ہماری زندگیوں میں یا بعد میں دنیا میں ایک ہی مذہب اسلام ہوگا اور ایک ہی پیشوا حضرت اقدس محمد مصطفی صلعم ہوں گے۔ وباللہ توفیق ایسا ہو کر رہے گا۔ انشاءاللہ

لیکن وائے بدقسمتی! ہمارے اپنے مسلمان بھائی ہی ترقی کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں جسکے دفاع پر ہماری انرجی کا بیشتر حصہ صرف ہوتا ہے۔ بہتر ہوتا کہ ہمارے مخالفین اصلاحی اقدامات تعاونوا علی البر والتقویٰ کے تحت کرتے نہ کہ تعاونوا علی الاثم والعدوان کا مظاہرہ کرتے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرینگے۔ اس لئے کہ اُن کی خمیر میں مخالفت ہی مخالفت ہے اور مخالفت بھی وہ جس میں جھوٹ اور دجل سے کام لیا جاتا ہے۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ سوشیل بائیکاٹ کی تحریک کی جاتی ہے۔ خدارا! سوچیئے تو سہی؟ کہ کیا یہ طریق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس مخالفین احمدیت کا کام اِس نور خدا کو بجھانا ہے جس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے تاریخ احمدیت اس پر گواہ ہے۔ یاد رکھئے ہمارے اوقات بہت قیمتی ہیں۔ ہمارا سفر بہت لمبا ہے۔ اس لئے اپنے قیمتی اوقات کو ضائع مت ہونے دیں۔ سو سال سے اعتراضات ہو رہے ہیں انہیں کو بار بار دہرایا جاتا ہے جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ کتابوں اور جماعتی لٹریچر میں موجود ہیں لہذا اُنکی زہر آلود تحریرات اور تقاریر کو اپنے صادق ہونے کی دلیل سمجھیں۔ عارضی تکالیف اور دکھوں کی کوئی پرواہ نہ کریں اور نتائج کا انتظار کریں بہتر اور خوش کن نتائج نے ہمیشہ ہمارے ثبات قدم کو مضبوط بنایا ہے انشاء اللہ ایسا بار بار ہوگا۔ دشمن کی مخالفت الٰہی جماعتوں کے مقدر میں لکھی ہوئی ہے۔ یاد رکھئے یہ زمانہ مناظروں اور مباحثوں کا نہیں ہے۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے عظیم کام کو سرانجام دینے کے لئے رستے متعین کرنے اور منصوبے بنانے کا ہے۔ اس راہ میں ہمہ وقت قربانی کرنے کے لئے تیار رہنے کا ہے پس آپ اپنا جائزہ لیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد و پیمانہ کہاں تک نبھا رہے ہیں؟

مخالفانہ لٹریچر اور ہمارا ردِعمل:

جماعت احمدیہ کے خلاف جس قدر بھی لٹریچر یا رسالہ جات ہندوستان بھر سے مخالفین احمدیت شائع کرتے ہیں اس میں ''الحیات سرینگر'' کا بھی اب اضافہ ہوا ہے۔ اِن سب میں مسئلہ ختم نبوت وہ حیات مسیح مسئلہ جہاد اور وحی والہام وغیرہ موضوعات مشترکہ طور پر بیان ہوتے ہیں اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے مفید مطلب کتر بیونت کر کے آپ کی ذات کو مطعون بنانے کی ناکام کوششیں مخالفین کے اندرون کا آئینہ دار بن کر سامنے آجاتی ہیں۔ ہر مخالف کی تحریر سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ تعصب کی کالی عینک سے دیکھتا ہے۔ تصور غلط ہو جائے تو جو مرضی تعبیر کی جائے۔ لکھا جائے سمجھا جائے پھر بات سمجھانے کی حدود سے نکل جاتی ہے۔ اندریں صورت اپنے وقت عزیز کو کیوں کر ضائع کیا جائے؟ ہاں رب الرحمن کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان مخالفین کو خود سمجھائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن حکیم میں خاتم النبیین فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے احکامات اور ارشادات کو نہ ماننے والا کیونکر مومن کہلا سکتا ہے؟ الحیات سرینگر بابت ستمبر و اکتوبر 2010ء میں بھی دوسرے مخالفین احمدیت کی طرح اسی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ گو پورا رسالہ اس بات کا گواہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کو مختصراً اس حد تک بیان کیا گیا ہے کہ احمدیوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر عوام الناس کے جذبات کو بڑھکایا جائے بقیہ پورے رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

جہاں تک ختم نبوت کا تعلق ہے ہم احمدی اس بات کا خدا کو حاظر ناظر جان کر کہتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہے اُس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ حضرت بانی جماعت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر میرا عقیدہ ہے۔ اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔'' (کرامات الصادقین صفحہ:25)

نیز فرمایا:

''اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اِس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(تقریر واجب الاعلان جامع مسجد دہلی 23 اکتوبر 1891ئ)

اِن واضح اعلانات کے بعد یہ خیال کرنا کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں زیادتی ہے۔ ظلم ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ ختم نبوت کے معنوں میں اختلاف ہے۔ ہم لوگ قرآن احادیث اقوال بزرگان اور لغاتِ عربیہ کی روشنی میں ختم نبوت کے معنے کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ آپ ختم نبوت کے منکر ہرگز نہ تھے۔ جیسا کہ علامہ نیاز فتح پوری فرماتے ہیں جب اُن سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا:

''جب میں نے خود اس جماعت کے لٹریچر اور اس کے عملی پہلو کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مخالفت محض بر بنائے عصبیت ہے۔ اور جو الزامات مرزا صاحب موصوف پر قائم کئے جاتے ہیں ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔ سب سے بڑا الزام اُن پہ یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ حالانہ اس سے زیادہ لغو و لا معنی الزام کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے اور غالباً اُس شغف و شدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشق رسول میں پایا جانا چاہیئے وہ اپنے آپکو بر بنائے تقلید نبویؐ رسول کا سایہ اور اسوہ نبوی کا مظہر ضرور قرار دیتے تھے۔ سو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ہر شخص جو رسول اللہؐ کی زندگی کو سامنے رکھ کر اُس کی تقلید کرے وہ ظِل نبوی کہلائے گا۔ اور اگر مرزا صاحب نے عملاً اس کو کر دکھایا تو وہ یقیناً ظل نبوی بھی تھے اور بروز اسوہ رسول بھی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ نہ احمدی جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ہی اُنکے کارناموں کو دیکھتے ہیں۔ محض سُنی سنائی بات پر اعتماد کر کے اس کی طرف سے بدظن ہو جاتے ہیں۔

(نگار مئی 1962ء بحوالہ ملاحظات نیاز فتح پوری)

مسئلے کا آسان حل:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں تو پھر مرزا صاحب کو کس حیثیت سے نبی مانتے ہیں۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ نہ پرانا نبی آئے گا اور نہ نیا۔ پرانا نبی حضرت عیسیٰؑ غیر احمدیوں کے نزدیک دو ہزار سال سے الآن کما کان زندہ موجود ہیں اور وہی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سدھار اور اصلاح کے لئے آخری زمانے میں آئینگے اور عام مسلمان اُنکا انتظار کر رہے ہیں اسی لئے ''الحیات'' کے مذکورہ بالا شمارہ میں مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ ''اب قیامت

تک آپکے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔'' (صفحہ ۵) یعنی پرانے نبی حضرت عیسیٰؑ کے آنے کا دروازہ کھلا ہے۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید، احادیث اور اقوال بزرگان کی رو سے وہ وفات پا چکے ہیں اور آنے والا اُن کی خو بو پر آنے والا تھا جو امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہونا تھا۔ جو آچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موعود مسیح کو صحیح مسلم کی نواس بن سمعان والی حدیث میں چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں میں اسے امامکم منکم اور فامکم منکم کہہ کر امت محمدیہ میں سے امت کا امام قرار دیا ہے اور مسند احمد بن حنبلؒ کی حدیث میں جو بروایت حضرت ابو ہریرۃؓ ہے یو شک من عاشق منکم اَن یلقی عیسی ابن مریم اماماً مھدماً کہہ کر اس موعود عیسیٰ کو ہی قیامت تک امت کا امام مہدی قرار دیا ہے۔ کوئی ایسا نیا نبی اب قیامت تک نہیں آئے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو یا کوئی نیا دین لے کر آنے والا ہو۔ اس مسئلے کا آسان حل اس طرح نکالا جا سکتا ہے کہ اس بات سے کہ مسیحؑ اور مہدیؑ آئینگے، شیعہ اور سنی طبقات دونوں کا اتفاق ہے اور ان دونوں فریق کے نزدیک مسلم ہے بلکہ انتظار کیا جا رہا ہے۔ ہاں مسیح اور مہدی کو الگ الگ وجود ضرور سمجھا جا رہا ہے۔ لیکن آنے سے کسی کو انکار نہیں ہے اور نہ ہی دونوں کے وجود کو ''ختم نبوت'' کے منافی سمجھا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک دونوں ایک ہی وجود ہیں ہاں کام کی نوعیت کے پیش نظر دو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ اب فیصلہ صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود کا کیا مقام و منصب بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ مسیح موعودؑ کے بارہ میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ نبی اللہ ہوں گے اور اُمتی ہوں گے۔ پس جماعت احمدیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے ہاں ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور آنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا تھا جس نے بہ فیض مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے مقام پر فائز ہونا تھا۔

احادیث میں کسی جگہ نبی کے لئے بطور امتی آنا نہیں لکھا ہے بلکہ امتی کے لئے نبی کا مقام حاصل کرنا واضح ہے یہ عجیب بات ہے کہ مستقل نبی کو امتی بنایا جاتا ہے جبکہ امتی وہ ہوتا ہے جو اپنے متبوع نبی کی پیروی اور فیض سے ہی مستفیض ہو کر کمالات حاصل کرتا ہے اور اپنے آپ کو ہر قسم کی ظلمت سے پاک وصاف کرتا ہے۔ ایک مستقل نبی خدا تعالیٰ کی ذات سے ہی کمالات نبوت حاصل کر کے دنیا میں آتا ہے وہ امتی کیسے بن سکتا ہے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ کی آیت و آخرین منھم لما یلحقو بھم سے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہی آپ کا وارث حقیقی بن کر دنیا میں آئے گا اور آپ کے فیض سے ہی مستفیض ہو کر قوم کی اصلاح کرے گا۔ قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃٍ انا و من اتبعنی (سورہ یوسف: 109) یعنی یہ میرا راستہ ہے میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت کی روح سے بلاتا ہوں اسی طرح میرے متبعین بھی بصیرت تام سے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے لازماً وحی والہام سے متمتع ہو کر ہی ایسا کرینگے اور اُس طور سے اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بصیرت حاصل ہوگی۔ چنانچہ رسالہ انوار الصوفیہ جلد 2 نمبر 3 بابت ماہ دسمبر 1902ء صفحہ 12 (ماہانہ رسالہ لاہور) رقمطراز ہے:

''آنحضرت صلعم کی سچی تعلیم اور افاضہ برکات کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ جو شخص آپؐ کی کامل اتباع کرتا ہے اُسے خداوند تعالیٰ ظلی نبوت کے انوار سے منور فرما کر تبلیغ وتلقین خلق اللہ کا منصب عطا کر کے خلیفہ یا نائب بنا کر دین محمدی کی حمایت کے لئے مامور کرتا ہے۔'' (صفحہ: 12-13)

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کو حصول انعامات کا ذریعہ بنایا ہے فرمایا:

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع االذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ (النساء: 70

اس آیت کی تشریح میں تفسیر روح المعانی جلد دوم مطبوعہ مصر 1301 کے صفحہ 104 پر درج ہے:

''اِن النبوۃ عامۃ وخاصۃ والتی لا ذوق لھم ای الاولیاء فیھا ھی الخاصۃ اعنی نبوۃ الشریع وھی مقام خاصۃ فی الولایۃ واما النبوۃ العامۃ فھی مستمرۃ الی اکابر الرجال غیر منقطعۃ۔

یعنی تحقیق ایک نبوت عامہ ہے اور ایک نبوت خاصہ ہے اولیاء کو جس نبوت کا ذوق نہیں دیا جاتا وہ نبوت خاصہ یعنی نبوت تشریع ہے باقی رہی نبوت عامہ سو وہ جاری وساری ہے امت میں۔''

آنحضرتؐ نے لیس بینی و بینہ نبی فرما کر آنے والے موعود کو نبی کہہ کر پکارا ہے۔(ابوداؤد کتاب الملاحم جلد 2 صفحہ:135)

انقطاع نبوت والی احادیث نبویہ صلعم کی تشریح:

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھِیَ نبوۃ التشریع لا مقامھا۔۔۔۔النح۔

(فتوحات مکیہ جلد 3 صفحہ:73 مطبوعہ مصر)

ترجمہ:-وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر منقطع ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے۔نبوت کا مقام ملنا منقطع نہیں ہوا۔پس اب کوئی ایسی شریعت نہ ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپکی شریعت میں کسی حکم کا اضافہ کرے اور یہی معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں یعنی کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف شریعت پر ہو بلکہ جب بھی کوئی نبی ہوگا وہ میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔

ایسی ہی تشریح حضرت امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے (الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ وشرب الوروی فی مذھب المھدی میں حضرت امام محمد طاہرؒ نے تکملہ مجمع البحار صفحہ 85 پر حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 2 پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے تفہیمات الٰہیہ جلد 2 صفحہ 72 مطبوعہ بجنور میں اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے مکتوبات میں بیان فرمائی ہے پس مخالفین احمدیت ان سب بزرگان کو بھی کافر، مرتد اور زندیق جیسے ناپسندیدہ غیر اسلامی اور ناشائستہ الفاظ سے یاد کرینگے۔العیاذ باللہ

مختصراً وہ امام یعنی امام مہدی و مسیح موعود جس کا الٰہی نوشتوں میں آنے کا وعدہ تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی آمد سے پورا ہوا۔اگر آپ جھوٹے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی تائید کبھی نہ کرتا بلکہ آپ کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکتا۔کتنے طوفان آئے۔کیا حکومتیں کیا عوام وخواص، سب نے آپ کی مخالفت کی لیکن نتیجہ سب کے سامنے ہے وہ سب ناکام ہوئے اور آپ علیہ السلام کامیاب وکامران۔آپ فرماتے ہیں:

''یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے تم خدا سے مت لڑو۔تم اُس کو نابود نہیں کر سکتے۔اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔۔۔۔۔۔۔اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا ہے۔اور یقینا سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہوجاتا۔اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہوجاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلتا۔اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔کم از کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہوگئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو''

(اربعین نمبر 4 صفحہ 21)

پس ہم سب مخالفین احمدیت سے یہی گذارش کریں گے کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔تمہاری زہر آلود تحریریں اور تقریریں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں بلکہ الٹ تم اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہو۔ہمارے دفتر کو موصولہ سارا لٹریچر اور رسالے بغض وحسد کی جیتی جاگتی تصویر پیش کر رہے ہیں۔ہمارا ایمان ہے کہ تمہاری یہ ساری تحریریں جماعت احمدیہ کی ترقی کا باعث ہوں گی۔اس لئے کہ جھوٹی تحریروں اور باتوں کو نہ اللہ پسند کرتا ہے اور

نہ ہی دنیا کے لوگ۔

''رسالہ الحیات سرینگر'' نے کس قدر جسارت سے لکھا ہے کہ احمدی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ دیں۔ عجیب جسارت ہے کہ جس موعود مسیح ومہدی کے لئے آنحضرت ﷺ نے سلام کا تحفہ بھیجا ہے اُس کو چھوڑنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد کے ہوتے ہوئے آپ لوگوں کے مشوروں کی کیا قدر اور کیا اہمیت۔ بھلے ہی آپ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو سچّا نہ مانیں۔ یہ آپ کی سوچ کا معاملہ ہے۔ لیکن ذرا شرافت اور ایمانداری سے سوچیں کہ آپ کی یہ تحریر کیا مومنانہ روش کی متحمل ہے۔ اس پر مستزاد آپ نے یہ نہایت ہی بے ہودہ اور دلخراش بات کی ہے کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوّت کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کے اندر عشق رسول ﷺ کی تمام حرارتوں اور دھڑکنوں کا رخ بدل دیا جائے اور مرزا قادیانی والہانہ اور عاشقانہ جذبات کا مرکز بن جائے''۔

العیاذ باللہ استغفر اللہ ربی من ذٰلک الھفوٰت۔ آپ ناراض نہ ہوں تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ اور تلبیس ہے اور اس کے لئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہی کہا جا سکتا ہے۔ آپ نے سوالوں کی جھڑی لگا دی ہے کہ احمدیوں کو حضرت رسول اکرم ﷺ کی ذات زیادہ پیاری ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی کی؟ ان تمام باتوں کا جواب آپ کو بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے اس مختصر اقتباس سے مل جائے گا۔ آپ اپنی جماعت کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔'' (کشتی نوح صفحہ 13)

پس اللہ آپ کو سمجھ عطا کرے اور ہدایت کے راستے دکھائے تا کہ آپ دوسرے لوگوں کو بھی صحیح اور سچے راستے ہی دکھا سکیں۔ (جاری۔۔۔)

احباب جماعت بھارت کی مالی قربانیوں پر حضور انور کا اظہار خوشنودی

الحمد للہ ثم الحمد للہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال 11-2010ء نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں و برکتوں کو سمیٹتے ہوئے 31 ؍مارچ 2011ء کو ختم ہو چکا ہے۔ عہدیداران جماعت اور افراد جماعت کی نمایاں مالی قربانی کے نتیجہ میں مشخصہ منظور شدہ بجٹ کے بالمقابل اضافہ کے ساتھ وصولی ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ رپورٹ سیدنا حضور کی خدمت اقدس میں بھجوائی گئی تھی۔ جس پر محترم انچارج صاحب انڈیا ڈیسک کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ یہ رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش ہوئی بعد ملاحظہ اس پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے ارشاد فرمایا ہے:-

''الحمد للہ۔ ماشاء اللہ۔ اللھم زد فزد۔ اللہ تعالیٰ اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔''

سیدنا حضور انور کی دُعاؤں کے مطابق اللہ تعالیٰ تمام افراد کی مالی قربانیوں کو محض اپنے فضل سے قبول کرتے ہوئے اموال ونفوس میں غیر معمولی برکت عطا کرے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال 12-2011ء یکم اپریل 2011ء سے شروع ہو چکا ہے۔ مجلس شوریٰ بھارت 2011ء کی سفارش پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سال رواں 12-2011ء کے بجٹ کی نمایاں اضافہ کے ساتھ منظوری فرما دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خُلفاء کرام کے ارشادات و ہدایات کے مطابق اپنی حیثیت اور مالی وسعت کے مطابق باشرح لازمی چندہ جات ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مالی قربانی کے معیار کو پہلے سے بہتر بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

خلافتِ احمدیہ کے بارے میں خلفاءِ احمدیت کے بعض ارشادات

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ:

احمدیت میں سلسلۂ خلافت تا قیامت چلے گا کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اعزاز میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے دی جانے والی الوداعی دعوت میں خطاب کرتے ہوئے 29 اکتوبر 1969ء کو فرمایا کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک عظیم وعدہ یہ بھی دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی قیامت تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے رسالہ الوصیت میں اسے قدرت ثانیہ یعنی خلافتِ حقہ قرار دیا ہے۔ چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آپ علیہ السلام بہرحال انسان ہیں ایک وقت میں آپ نے اس دنیا سے کوچ کر جانا ہے کیا آپ کی وفات کے بعد جماعت اس مجسم قدرت سے محروم ہو جائے گی؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں جماعت اس سے محروم نہیں ہوگی۔ آپ نے اس خوف کو دور کرنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت سنائی کہ میرے بعد بھی جماعت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہیں گی اور یہ سلسلہ جب تک کہ جماعت احمدیہ پر قیامت نہیں آجاتی اور روحانی طور پر یہ جماعت مردہ نہیں بن جاتی (وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ) اس وقت تک یہ جماعت خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔''

(خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 29 اکتوبر 1969ء۔ مشعل راہ جلد 2 صفحہ 210)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا:

''میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ .... اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔''

(الفضل 28 جون 1982ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے اور آپ علیہ السلام وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپ علیہ السلام کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ علیہ السلام کا سلسلۂ خلافت تاقیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارہ میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء۔ الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 جون 2005ء)

نیز فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ تو ضمنی باتیں تھیں کہ خلافت احمدیہ ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (مشکوٰۃ۔ باب الانذار والتحذیر) اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلۂ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، یہ دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرتِ ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دَور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء۔ الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 جون 2005ء)

خلافت کے ہمیشہ قائم رہنے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

'یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس

بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کیلئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولتِ عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اَور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے۔'

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے؟ انشاءاللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس! اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافتِ راشدہ کے عرصہ کو قریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اناللہ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔ ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء۔ الفضل انٹر نیشنل 10 تا 16 جون 2005ء)

BRB
OFFSET PRINTERS
AND
PUBLISHERS
BRB CENTRE, THAVAKKARA, KUNNUR - 17
Ph. : 2761010, 2761020

Anas Ahmad Soleja (Prop.)
Smart Foot Wear

WHOLESALE DEALER
All kinds of fancy foot wear
Parveen Palace,
Near Ramleela Ground
Sitapur Road, Lucknow, U.P.
Cell : 9336337356, 9935466400, 9670707074

Shop: 0497 2712433
0497 2711433
Mob. : 9847146526

JUMBO
BOOKS
(Agents for Government Publications and Educational Suppliers)
FORT ROAD, KANNUR - 670 001, KERALA, INDIA

اُذکروا امواتکم بالخیر

مکرمہ ثریا بانو صاحبہ کا ذکرِ خیر

(جلال الدین نیر)

مرحومہ کا تعلق جماعت احمدیہ بھدرواہ کشمیر کے ایک مخلص خاندان سے تھا جو تقریباً ہر سال اپنے اہل وعیال کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے آیا کرتے تھے اور کم از کم ایک دو ماہ اپنے ہم زُلف مکرم ملک محمد بشیر صاحب درویش مرحوم کے گھر قیام کرتے تھے۔

مکرم ماسٹر عبدالرزاق صاحب جو میری اہلیہ کے والد تھے اپنے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کے ساتھ 1968ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ اُس موقعہ پر اُنہیں اپنی اکلوتی بیٹی ثُریا بانو کی شادی کی فکر لاحق ہوئی جو کہ گورنمنٹ ٹیچر ٹریننگ سکول میں زیرِ تعلیم تھیں۔

محترم ماسٹر صاحب مرحوم خود ایک نیک پابند صوم وصلوٰۃ اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔ اُن کا یہ ارادہ تھا کہ بیٹی کی شادی قادیان میں ہی کسی واقفِ زندگی سے ہو۔ اتفاق سے اُنہیں دنوں میرے والدین کو بھی میری شادی کی فکر دامنگیر تھی۔

مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال آمد مرحوم جو میرے ناظر تھے، نے میرے گھر میں محترم ماسٹر عبدالرزاق صاحب کی بیٹی ثریا بانو کا رشتہ پیش کیا میری والدہ اور دیگر عزیز واقارب کو یہ رشتہ بہت پسند آیا۔ اس کے بعد مجھ سے اِس رشتہ کے تعلق سے پوچھا گیا میں نے اپنے والدین سے کہا کہ آپ لوگ استخارہ کر کے جو فیصلہ لیں گے مجھے منظور ہوگا چنانچہ میری والدہ مرحومہ اور ابّا جی مرحوم نے میری خاطر تین دن تک خصوصی طور پر دُعائیں کیں اور بہت دُعائیں کیں۔ چوتھے روز دونوں نے مجھے بلایا اور بتایا کہ ہم دونوں نے بہت ہی مبشر خوابیں دیکھیں ہیں۔ اِس لحاظ سے ہم مطمئن ہیں۔ اب تم اپنی رائے ظاہر کرو تاکہ بات آگے بڑھائی جائے۔ میں نے اُنہیں صرف یہی جواب دیا کہ میں نے نہ تو اس لڑکی کو پہلے کبھی دیکھا ہے اور نہ ہی دیکھنا ہے آپ دونوں کا مُطمئن ہونا ہی میرے لئے کافی ہے۔ لہٰذا مجھے منظور ہے۔ یہ رشتہ اِس لئے بھی میرے لئے بابرکت تھا کہ اِس رشتہ کے جوڑنے میں محترم حضرت مولوی عبدالرحمن صاحبؓ امیر جماعت، محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے، محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز مرحوم اور لڑکی کے خالو مکرم ملک محمد بشیر صاحب درویش مرحوم پیش پیش تھے اور نہایت بابرکت مقام مسجد مبارک کے پُرانے حصہ میں اجتماعی دُعا کے ساتھ میرا نکاح فارم پُر ہوا۔ غالباً 3/فروری 1969ء بعد نمازِ عصر حضرت مولوی عبدالرحمن صاحبؓ امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نکاح کا اعلان فرمایا اور 12/فروری کو رخصتانہ نہایت سادھے انداز میں عمل میں آیا۔

ازدواجی زندگی کا آغاز

12/فروری رخصتی کی رات سے قبل میں نے اپنی اہلیہ کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی یہاں تک کہ نہ اُس کی میں نے کوئی تصویر دیکھی تھی۔ البتہ والدہ صاحبہ اور بعض عزیز واقارب کے کہنے کے مطابق خیالوں میں ایک تصویر بنا رکھی تھی۔ لیکن ازدواجی زندگی کا آغاز جب ہوا، اُس دن مجھے معلوم ہوا کہ میری اہلیہ میرے تصورات اور خیالوں سے کہیں بڑھ کر نہ صرف خوبصورت تھی بلکہ خوب سیرت بھی تھی۔ شادی کے پندرہ دن بعد ہی ہمیں ایک دوسرے سے جُدا ہونا پڑا کیونکہ پروگرام کے مطابق مجھے انسپکٹر بیت المال کی حیثیت سے مالی سال کے آخری مالی دورے پر روانہ ہونا تھا اور اہلیہ کو ٹیچر ٹریننگ کے آخری امتحان دینے کے لئے واپس بھدرواہ جانا تھا۔ چنانچہ اِس جدائی کو ہم دونوں نے خوش دلی کے ساتھ برداشت کیا۔ کیونکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ میری شادی ایک واقفِ زندگی سے ہوئی ہے جسے ہر حال میں سلسلہ کے کاموں کو مقدم رکھنا ہے۔

میری روانگی سے ایک روز قبل وہ اپنے والدین کے ساتھ بھدرواہ روانہ ہوگئی اور دوسرے روز میں خود شمالی ہند کے طویل مالی دورے پر روانہ

ہوا اور تین ماہ بعد جب ماہ مئی 1969ء میں قادیان واپس آیا تو میری اہلیہ چند روز قبل ہی قادیان واپس آ کر میرا انتظار کر رہی تھی۔ اس طویل انتظار کے بعد ہمارا ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے کا با قاعدہ ازدواجی دور کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جبکہ صدر انجمن احمدیہ کی آمد محدود تھی محدود گزارے ملتے تھے قادیان کے اکثر درویشان تنگی ترشی سے زندگی گزار رہے تھے لیکن اس کے باوجود صبر اور حوصلے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے تھے۔ میری اہلیہ کا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1969ء میں نصرت گرلز ہائی اسکول میں بحیثیت ٹیچر تقرر ہوا۔ بہت معمولی گزارہ ملتا تھا بمشکل گھر کا گزارہ ہوتا تھا ایسے وقت میں بھی میری اہلیہ نے میرا مکمل ساتھ دیا۔

ستمبر 1970ء میں اہلیہ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے پہلی اولاد بیٹی کی صورت میں عطا کی۔ اکتوبر 1971ء دوسرا بیٹا عطا کیا اور نومبر 1972ء میں ایک اور بیٹا عطا کیا۔ ابتدائی دو بچوں کی پیدائش کے وقت میں قادیان میں موجود نہیں تھا۔ ہر عورت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کے بچے کی پیدائش کے وقت اُس کا خاوند مستقر پر موجود رہے جس سے ایک حوصلہ ملتا ہے لیکن میری اہلیہ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور میرے جماعتی کاموں میں کوئی رُکاوٹ پیدا نہیں کی بلکہ پوری ہمت اور حوصلہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور مجھ سے کبھی اس تعلق سے شکوہ نہیں کیا اور نہ ہی ایسے حالات میں میرے ناظر صاحب سے جا کر فریاد کی کہ میرے خاوند کو کچھ دنوں کے لئے واپس بُلوایا جائے۔ دوران سروس صرف ایک موقع ایسا آیا جبکہ وہ مجبور ہوگئی اور اُس وقت کے ناظر بیت المال آمد مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی مرحوم کے پاس جا کر روئی اور گڑگڑائی کہ میرے خاوند کو قادیان بلوائیں وہ موقعہ ایسا تھا کہ میری بیٹی عزیزہ فوزیہ انجم شدید بیمار ہوگئی تھی اور تشویشناک حالت ہوگئی تھی۔ محترم چوہدری صاحب مرحوم بہت ہی پیار کرنے والے اور حُسن سلوک کرنے والے وجود تھے اُنہوں نے اُسے حوصلہ دیا اور علاج کا انتظام کیا اور مجھے فوری قادیان پہنچنے کے لئے ٹیلیگرام دیا۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ فون اور موبائیل نہیں تھا۔ ٹیلیگرام ملتے ہی میں دُعائیں کرتا ہوا اُڑیسہ سے قادیان کے لئے بغیر کسی ریزرویشن کے روانہ ہوا تین دن کا سفر نہایت اذیّت کے ساتھ گزارا۔ قادیان پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ بیٹی بفضلہٖ تعالیٰ ڈاکٹر کیدارناتھ مرحوم کے ہسپتال سے صحتیاب ہو کر اُسی روز گھر آ گئی ہے۔

جو واقفین زندگی خلوص اور دیانت داری سے خدمت دین کسی رنگ میں بھی بجالاتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیار کے سلوک کے نظاروں میں سے ایک نظارہ تھا جو اُس نے مجھے دکھایا۔ میری اذیّت کا دور خوشی میں بدل گیا۔ میری اہلیہ بھی اس بات کو سمجھ گئی اور بہت خوش ہوئی۔

1972ء میں اہلیہ کے بطن سے سب سے چھوٹا بیٹا پیدا ہوا۔ اُس وقت میں قادیان میں موجود تھا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک سال کے فرق سے تین بچے پیدا ہوئے۔ تینوں بہت چھوٹے تھے اُن کو سنبھالنے کے ساتھ گرہستی کو سنبھالنا اور باقاعدہ بروقت نصرت گرلز ہائی سکول میں تدریس کا کام سرانجام دینا یہ بہت ہی ہمّت اور حوصلے کے کام تھے جسے ماتھے پر شکن لائے بغیر سرانجام دیا کرتی تھی اور میں اُس زمانہ میں سال میں سات، آٹھ مہینے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں مالی دوروں پر رہا کرتا تھا اِس لئے ہمیشہ میرے دل میں اُس کے لئے بے انتہاء عزّت اور قدر رہی جو مرتے دم تک قائم تھی۔

ہم دونوں کو سلسلہ کے ملازم ہونے کے باوجود تین دودھ پیتے بچوں کو لیکر گزارہ کرنا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ ایسے حالات میں ایک دن ایسا بھی آیا کہ بچوں کا دودھ لینے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ کیونکہ بچوں کی ماں کمزور تھی دودھ باہر کا پلانا پڑتا تھا اُس زمانہ میں گلیکسو کا دودھ پوڈر استعمال کیا جاتا تھا جس کی قیمت اُس وقت 6/50 روپے تھی، گرمی کے دن تھے مہینے کا آخر تھا سخت پریشانی میں دونوں نے مل کر دُعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں کوئی سامان پیدا کردے اُنہیں خیالوں میں تھا کہ میں نے اہلیہ سے کہا کہ میری دونوں الماریاں جس میں کتابیں اور پُرانی فائلیں موجود ہیں ایک ایک کتاب اور فائلیں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کھولنا شروع کرو ہوسکتا ہے میں نے کسی نہ کسی کاپی کتاب یا فائل میں کوئی پیسہ رکھا ہو کیونکہ میری یہ عادت تھی کہ کبھی کبھار دس

بیس روپئے کاپی یا کتاب میں رکھ دیا کرتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہیں بھولے سے رکھا ہو۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ اس کام کے لئے جُٹ گئی ہم نے مل کر اللہ کا نام لیکر ایک ایک کاپی کتابیں اور فائلیں کھولنا شروع کیں ایک گھنٹہ کی محنت کے بعد کتابیں جھاڑتے ہوئے اچانک تین چار دس دس کے پُرانے چوڑے نوٹ نیچے گرے تو دیکھا یہ تیس یا چالیس روپئے تھے۔ میں نے اپنی اہلیہ کو کہا دیکھو اللہ تعالیٰ جب دیتا ہے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ہم دونوں کو اس قدر خوشی ہوئی کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ فوری طور پر جا کر اِن روپیوں کے تین چار دودھ کے ڈبّے لے آیا۔ جو ایک ماہ کے لئے کافی تھا۔ ہم دونوں نے اللہ تعالیٰ کا بے انتہاء شکر ادا کیا۔ مرتے دم تک بھی متعدد بار اِس واقعہ کو وہ میرے سامنے دوہرا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتی تھی۔

میری اہلیہ نے ہر عُسر اور یُسر کے دور میں میرا ساتھ دیا اور وفا کا سلوک کیا جسے کبھی بھلایا نہیں جاسکتا'

مرحومہ کے اندر اپنوں اور غیروں سے بے انتہاء حُسن سلوک اور ہمدردی کرنے کا جذبہ موجزن تھا۔ گھر میں آنے والے کسی فرد کو خواہ وہ عزیز و اقارب ہو یا ملنے والے ہوں کسی فرد کو بھی بغیر کچھ کھائے پئے واپس نہیں جانے دیتی تھیں۔ مجھے کبھی بھی اِس تعلق سے کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی خود ہی جو گھر میں ہوتا تھا آنے والوں کے سامنے پیش کر دیا کرتی تھی۔ بعض دفعہ سکول کی غریب بچیوں کو گھر میں لے کر آجاتی تھیں اُنہیں اپنی طرف سے کاپیاں پنسل اور ربر وغیرہ دیا کرتی تھیں اور کبھی کبھی کھانا بھی کھلا دیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض بچیوں کی فیس بھی خود ہی رسید کٹوا کر ادا کر دیا کرتی تھی۔ قادیان کی بہت سی عورتیں اس بات کی گواہ ہیں اور بعد وفات اُنہوں نے اِن صفات اور خوبیوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ وہ بچیاں جو اس سے ابتدائی تعلیم حاصل کر چکی تھیں جو اب شادی شدہ ہو کر امریکہ یوروپ، جرمنی اور پاکستان میں مقیم ہیں۔ اُنہیں اپنی باجی (یعنی میری اہلیہ) کی وفات کا غیر معمولی صدمہ ہوا اور بذریعہ فون مجھ سے اور میری بیٹی سے مرحومہ کی اِن خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اظہارِ تعزیت کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو جزائے خیر عطا کرتے۔ آمین

مرحومہ قادیان کی لجنات میں بھی بہت زیادہ مقبول تھیں۔ مرحومہ کی وفات پر ممبرات مجلس عاملہ و ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے جو قرار دادِ تعزیت میرے اور بچوں کے نام موصول ہوا اُس میں اُنہوں نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

''مکرمہ ثریا بانو صاحبہ بے شمار اوصاف حمیدہ کی مالک تھیں تعلق باللہ اور توکل علی اللہ انتہاء درجہ کا تھا۔ خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی تھی۔ منکسر مزاجی، خاموش، صابر و شاکر اور مہمان نوازی جیسے اخلاق آپ کے اندر نمایاں تھے۔ غریبوں کے لئے ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ رشتہ داروں پڑوسیوں کی سچی ہمدرد تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھی۔ نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان میں آپ نے بطور ٹیچر بے لوث خدمت کی سکول کی ساری بچیاں آپ کے پیار و محبت کی وجہ سے آپ کو بہت چاہتی تھیں۔

1988ء تا 1991ء بطور نائب سیکرٹری مال لجنہ قادیان اور ایک لمبا عرصہ 1992ء تا 2009ء بطور سیکرٹری مال لجنہ قادیان دینی خدمت سرانجام دیں، جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کافی عرصہ تک نائب منتظمہ اور پھر منتظمہ قیامگاہ مستورات بھی اپنے آپ کو خدمات کے لئے پیش کیا۔ خدا تعالیٰ آپ کی خدمت کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین''

مرحومہ تقریباً دو سال سے کافی بیمار چلی آرہی تھی بیماری کا سامنا بھی بڑے حوصلے اور صبر سے کیا۔ Escort ہسپتال امرتسر سے مرحومہ کا علاج چلتا رہا۔ پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں ہر دوسرے تیسرے روز بذریعہ فیکس دُعا کی درخواست بھجواتا رہا جب بھی میں آکر اُس کو بتاتا تھا کہ حضور کی خدمت میں فیکس کر دی ہے تو اُس کے چہرے پر ایک اطمینان کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ پیارے آقا کا پُر شفقت دُعاؤں کے ساتھ جواب بھی موصول ہوتا رہا۔ آخر وہ دن آن پہنچا جس کے لئے ہم سب کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اہلیہ ثریا بانو مورخہ 7 رفروری 2011ء شام پانچ بجکر

45منٹ پر اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ 8رفروری قبل از نماز ظہر جنازہ گاہ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ کی وفات پر پیارے آقا کی طرف سے جو پُرشفقت تعزیت کا خط موصول ہوا وہ میرے لئے اور بچوں اور دیگر پسماندگان کے لئے انتہائی صبر اور حوصلے کا باعث بنا۔ جو بغرض دُعا درج ذیل ہے۔ اللھم ایدہ اِمَامَنا بِروح القدس۔

حضور تحریر فرماتے ہیں:

تاریخ:10.2.2011

''آپ کا خط ملا۔ آپ کی اہلیہ کی وفات کا بہت افسوس ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ اُنہیں اپنے قرب سے نوازے اور درجات بلند کرے اور اُن پر ہمیشہ اپنے پیار کی نظر رکھے۔ اہلیہ کی جدائی آپ کے لئے یقیناً ایک بہت بڑا صدمہ ہے لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارا ایک بہترین پیار کرنے والا پیارا خدا ہے۔ جو اپنے پیار کرنے والوں کا محافظ اور نگہبان ہوجاتا ہے۔ اللہ کرے کہ آپ اور آپ کے سب اہل خانہ بھی ہمیشہ اپنے پیارے خدا کی آغوش میں رہیں اور کبھی اپنے خدا کے حق ادا کرنے نہ بھولیں میری طرف سے اپنے سب عزیز واقارب سے تعزیت کر دیں۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

میری اہلیہ مرحومہ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10رفروری 2011ء قبل از نماز ظہر بمقام مسجد فضل لندن میں نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت قادیان کی درخواست کے مطابق تفصیل ذیل مختصر کوائف بھی بیان فرمائے۔

''مکرمہ ثریا بانو صاحبہ اہلیہ مکرم جلال الدین صاحب نیّر ناظر بیت المال آمد 7رفروری 2011ء کو امرتسر میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نصرت گرلز ہائی اسکول میں بطور اُستانی لمبا عرصہ خدمت بجالاتی رہیں۔ چار سال قبل ریٹائر ہوئی تھیں۔ بھدرواہ کشمیر کے پُرانے مخلص خاندان سے تعلق تھا۔ اپنے شوہر کے ساتھ 42 سال کا لمبا عرصہ نہایت خوش اُسلوبی سے گزارا۔ بڑی خوش اخلاق ملنسار اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی دُعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائے اور خلافت کی عظیم اور بابرکت نعمت سے ہمیشہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

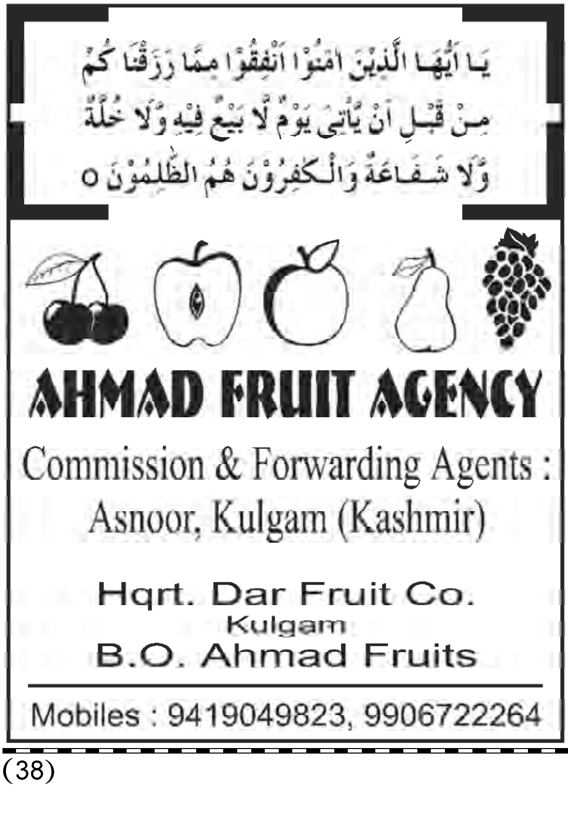

اسلام میں نکاح

محمد امین اظہار ہاری پاری گام کشمیر

خدا تعالیٰ نے نسل انسانی کو قائم و دائم رکھنے کے لئے مرد اور عورت کے مابین نکاح کو لازم کر دیا ہے۔ مرد اور عورت انسانی نسل کے دو وجود ہیں اور ان کے باہمی اختلاط ہی سے نسل انسانی پھیلتی جاتی ہے۔ نہ مرد اکیلے رہ سکتا ہے اور نہ عورت اکیلی رہ سکتی ہے۔ انسانی معاشرے کے قیام کے لئے یہ لازمی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کو اپنا شریک حیات بنائیں۔ قرآن شریف میں جو کہ خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے یوں آتا ہے:-

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔ (حجرات:14)

مرد جسمانی طور پر اور باقی قوتوں کے لحاظ سے بھی عورت سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد عورت پر نگران ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں یوں آتا ہے: مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ (النساء:35)

مرد اور عورت ایک دوسرے کے شریک حیات ہیں اور بحیثیت شریک حیات ان دونوں پر اپنے اپنے دائروں میں رہ کر ذمہ داریوں کو اسلام نے ایک بہترین انداز میں واضح کیا ہے۔ اسلام چونکہ خدا تعالیٰ کا دین ہے اور اس لئے اصلی ہدایت جو کہ اسلام نے واضح کی ہے وہ قیامت تک جاری ہے۔ ان ہی ہدایات سے مرد اور عورت ایک پاک اور اطمینان بخش زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس ضمن میں خدا تعالیٰ نے ایک خوبصورت بات بتائی ہے وہ (یعنی عورت) تمہارا لباس ہے اور تم ان کا لباس ہو۔ (بقرہ:188) غور کرو کیسی فصیح بات ہے یہ مرد کی زندگی عورت کے بغیر ادھوری ہے اور عورت کی زندگی مرد کے بغیر ادھوری ہے۔ یعنی مرد اور عورت ایک دوسرے کے شریک حیات ہیں۔ جس طرح لباس سے انسان کو خوش نمائی اور خوبصورتی عطا ہو جاتی ہے اسی طرح سے نکاح سے مرد اور عورت دونوں کو زندگی کی خوش نمائی اور خوبصورتی عطا ہو جاتی ہے۔

نکاح کے بارے میں مومن کو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن شریف میں یہ ہدایات دی ہیں۔ ''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً ایک مومن لونڈی، ایک آزاد (مشرکہ) سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کیسی ہی پسند آئے۔ اور مشرک مردوں سے (اپنی لڑکیوں کو) بیاہ نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور یقیناً ایک مومن غلام ایک (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کیسا ہی پسند آئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے (تمہیں) جنت کی طرف اور بخشش کی طرف بلا رہا ہے اور وہ لوگوں کے لئے اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔'' (بقرہ:222)

اور پاکباز مومن عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاکباز عورتیں بھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تمہارے لئے حلال ہیں جبکہ تم انہیں نکاح میں لاتے ہوئے ان کے حق مہر ادا کرو، نہ کہ بدکاری کے مرتکب بنتے ہوئے اور نہ پوشیدہ دوست بناتے ہوئے اور جو ایمان ہی کا انکار کر دے اس کا عمل یقیناً ساقط ہو جاتا ہے اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

(مائدہ:4)

یہ ہیں وہ اصولی ہدایات جو قرآن شریف میں ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کے نکاح کے بارے میں یہی پاکیزہ نکاح ہے اور اسی سے پاکیزہ زندگی بسر ہو سکتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے خلاف ہوگا وہ اسلام کے انکار کے مترادف ہے۔

قرآن شریف میں بات بات کی وضاحت ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے یہ ارشادات بار بار غور کرنے کے لائق ہیں: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں۔ (نور:27)

تو کہہ دے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے خواہ تجھے ناپاک کی کثرت کیسی ہی پسند آئے۔ پس اے عقل والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (مائدہ:101)

ایک بہت ہی وسیع مضمون یہاں بیان ہوا ہے۔ انسان کی زندگی کے بہت سارے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مثلاً پاک زندگی گزارنا، پاک رزق کمانا، پاک رزق کھانا، پاک سوچ اختیار کرنا، پاک طرزِ عمل سے کام لینا، پاک نکاح کے لئے پاک جوڑا تلاش کرنا۔ پاک مال خدا کے راستے میں خرچ کرنا۔ وغیرہ دنیا میں ناپاک کی کثرت نظر آتی ہے۔ اس لئے ناپاک سے بچ کر رہنا ہے۔ کامیابی اسی میں ہے۔ کیا ہی خوب ارشاد خداوندی ہے۔ پس اے عقل والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ حقیقت یہی ہے کہ عقل والے ہی اللہ تعالیٰ کی باتوں پر عمل پیرا ہو کر تقویٰ اختیار کرتے ہیں تا کہ کامیاب ہو جائیں۔

قرآن شریف میں ایک آیت یوں ہے: اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ ابنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ (النساء:20)

اللہ تعالیٰ کی ہدایت یہی ہے کہ مرد ہو یا عورت دونوں متقی ہوں، مومن ہوں، پرہیزگار ہوں، صالح ہوں، نیکوکار ہوں تا کہ انہیں جنت نصیب ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مردوں میں سے یا عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجا لائے اور وہ مومن ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔

(النساء:125)

دنیا میں بنی نوع انسان کے معاشرے کا نظام ہمیشہ ہی سے مردوں کے ذریعہ چلایا جا رہا ہے۔ اس لئے مردوں پر بے شمار ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ان ذمہ داریوں سے ہمیشہ عہدہ برا ہونا ہے۔ یہ نہیں کہ کسی ذمہ داری کو نبھایا اور دوسری بہت ساری ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال دیا۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اُس پر بہت سخت گیر قوی فرشتے مسلط ہیں۔ وہ اللہ کی، اس بارہ میں جو وہ انہیں حکم دے، نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو وہ حکم دئے جاتے ہیں۔

(تحریم:7)

خدا تعالیٰ کا یہ فرمان بہت ہی واضح ہے۔ مومن کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے آپکو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ مومن کی انتہائی منزل جنت ہے اور جنت ہی رضائے الٰہی ہے۔ حصول جنت ہی مومن کا مطمع نظر ہے۔

نکاح کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات یوں ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ نکاح چار چیزوں پر کیا جاتا ہے۔ اسکے مال، اس کے حسب و نسب، اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کے باعث تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں تو دین والی کو ترجیح دے۔

(بخاری مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا میں دولت ہے اور دنیا کی بہترین دولت نیک عورت ہے (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسل نے فرمایا: میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو۔

(بخاری مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح)

پیغمبر اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمودات پر عمل کرنے والا ہی اپنی ازدواجی زندگی میں کامیاب وکامران ہے۔ وہ اس دنیا میں بھی سرخرو ہے اور آخرت میں بھی۔ یہی راہنما ارشادات ایک مومن کے لئے لائحہ عمل ہیں۔

کسی بھی عورت کے ساتھ اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ اس ضمن میں مزید وضاحت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے تا کہ ہم اطاعت کے دائرہ سے باہر نہ جائیں کیونکہ اطاعت سے باہر ہوجانے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی بھڑک سکتی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح)

فرمایا: جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اُس کا نکاح باطل ہے اُس کا نکاح باطل ہے اُس کا نکاح باطل ہے (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح) یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت اپنا نکاح خود کرے کیونکہ زنا کار وہی ہے جو اپنا نکاح خود کرتی ہے۔

(ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمودات یہی ایک مومن، متقی کے لئے لائحہ عمل ہیں۔ ان ارشادات پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہے۔ مومن کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ ان ہدایات پر صدق دل سے عمل کرے۔

مرد اور عورت کے درمیان نکاح کے بارے میں ایک اور حقیقت کا اللہ تعالیٰ نے واشگاف انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے: ایک زانی (طبعاً) کسی زانیہ یا مشرکہ کے سوا کسی سے شادی نہیں کرتا اور ایک زانیہ (طبعاً) کسی زانی یا مشرک کے سوا دوسرے سے شادی نہیں کرتی۔ اور یہ (قبیح فعل) مومنوں پر حرام کردیا گیا ہے۔ (نور:4)

یہ بہت ہی صاف اور صریح بات ہے۔ ہر کوئی اس دنیوی زندگی میں ان چیزوں کا مشاہد کرتا ہے۔ مومن وہی ہے جو اس قبیح فعل سے اجتناب کرے۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے زندگیوں کو نورِ ایمان سے منور کرے!

اب ایک اور حقیقت بھی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اہل وعیال والے مومنوں کے لئے نصیحت کے طور پر ارشاد فرمایا ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً تمہارے ازواج میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ پس ان سے بچ کر رہو۔ اور اگر تم عفو سے کام لو اور درگزر کرو اور معاف کردو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (تغابن:15)

خدا تعالیٰ نے یہ حقائق بیان فرمائے ہیں اور پھر ہمارے لئے رہنما ہدایات بھی دی ہیں۔ انسانی زندگی میں لوگ تا قیامت ان باتوں کا مشاہدہ کریں گے۔ کامیابی اسی میں ہے کہ مومن ان ہدایات پر عمل پیرا ہوکر رضائے الٰہی حاصل کریں۔

Cell : 09886083030
زبیر احمد شحنہ
ZUBER

Engineering Works
Body Building All Types of
Welding and Grill Works
HK Road - YADGIR-585201
Dist. Gulbarga - Karnataka

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor
CEEKAYES TIMBERS
VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM
KERALA
☎ : Wandoor (O) 247392, (R) 247192

ملکی رپورٹیں

حلقہ مبارک ، قادیان۔(شاکر احمد انور ،زعیم حلقہ مبارک) مورخہ 17 اپریل 2011 بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مبارک کی جانب سے ’’**گاؤں سوچا**‘‘ میں ایک میڈیکل کیمپ صبح 10:00 شام 4:00 بجے تک لگایا گیا۔200 سے زائد مریضوں کوادویات تقسیم کی گئیں۔گاؤں کے سرپنچ صاحب نے انتظامیہ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا اور موصوف جماعت اور مجلس کے اس بابرکت کام سے بہت متاثر ہوئے۔اوراس میڈیکل کیمپ کے لئے مجلس کا شکریہ ادا کیا۔

بھدرواہ،کشمیر۔(قائد مجلس) ماہ اپریل میں مکرم صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا شاندار انعقاد عمل میں آیا جسمیں مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب اور مکرم محمد علی صاحب نے سیرت رسول پر روشنی ڈالی۔اس سے قبل خدام کے درمیان علمی مقابلہ جات کروائے گئے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

یادگیر، کرناٹک۔(مصور احمد ڈنڈوتی) مورخہ 3اپریل کو بعد نماز عشاء مکرم اسد اللہ صاحب غوری زونل امیر شمالی کرناٹک کی صدارت میں جلسہ یوم مسیح موعود منایا گیا۔جس میں مکرم مولوی طاہر احمد، مولوی شیخ ذوالفقار علی اور مکرم محمد زکریا نے تقاریر کیں۔کل 500افراد حاضر تھے۔مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کی جانب سے ہفتہ تربیت کا انعقاد بھی عمل میں آیا جس میں حلقہ وائز اجلاسات منعقد کئے گئے ۔مورخہ 10اپریل بروز اتوار نمازِ تہجد و فجر کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کی جانب سے مثالی وقارِ عمل کیا گیا جس میں ایک ہندو محلہ کے راستوں کی مرمّت کی گئی ۔کل 150 خدام و اطفال حاضر ہوئے۔مقامی اخبارات میں اس کی خبریں بھی شائع ہوئیں۔

کشمیر زون نمبر 1:(طارق حسین میر زونل قائد) مورخہ 27مارچ کو ایک مثالی وقارِ عمل منعقد کیا گیا جس میں دریائے ویشو پر ایک پُل تعمیر کیا گیا۔مورخہ 30اپریل کو ایک زونل فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد جماعت احمدیہ ریشی نگر میں عمل میں آیا۔اس کیمپ میں 16 نامور ڈاکٹروں نے 1500 سے زائد بیماروں کا طبی معائنہ کیا اور تقریباً ایک لاکھ روپے مالیت کی ادویات مفت تقسیم کیں۔اختتامی تقریب مکرم عبد الرحمان میر زونل امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جسمیں مکرم مولوی سفیر احمد بھٹی، مکرم مولوی ناصر احمد ندیم، اور خاکسار نے تقاریر کیں۔کشمیر کے تین مشہور اخبارات ’سرینگر ٹائمز‘ ، ’بلند کشمیر‘ اور ’آفتاب‘ نے کیمپ کی خبریں شائع کیں۔اور ایک لوکل ٹی وی چینل نے بھی اس تعلق سے خبر نشر کی۔

سکند آباد، آندھرا پردیش:(حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ) مورخہ 17اپریل کو احمدیہ مسجد نور میں بعد نمازِ مغرب وعشاء مکرم محمد عبد اللہ صاحب بدر امیر جماعت کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبی منعقد ہوا۔مکرم وسیم احمد خان نائب وکیل المال تحریک جدید بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے ۔مکرم عبد الحمید شہزاد ناظم مال، مکرم نور الدین سلیم زعیم انصار اللہ، مکرم سلطان محمد الہ دین، مکرم محمد وسیم خان مہمان خصوصی اور خاکسار نے آنخضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوں پر روشنی ڈالی۔آخر پر صدر اجلاس نے دُعا کرائی۔

پٹیالہ، پنجاب:(جاوید اقبال معلم سلسلہ) مورخہ 22اپریل کو بعد نماز مغرب وعشاء جماعت احمدیہ جاگو سرکل میں تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔خاکسار اور مولوی ایوب علی صاحب سرکل انچارج اور مولوی مبشر احمد عامل صاحب مرکزی نمائندہ نے تربیت کے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔

تھلک سرکل، نارتھ کرناٹک:(شیخ برہان احمد سرکل انچارج) عرصہ دو ماہ سے تھلک سرکل کے سات سنٹروں میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ انتظام راستے کے کنارے گھڑا رکھ کر مسافروں کو پانی پلانے کا کام جاری ہے۔بعض مقامات پر مخالفت بھی ہوئی ہے۔مورخہ 16اپریل کو ھپال جماعت میں ایک تربیتی جلسہ رکھا گیا جس میں خاکسار کے علاوہ مولوی مبشر احمد اور مولوی افتخار نے تقاریر کیں۔جلسہ کی حاضری 40افراد تھی۔

ممبئی، مہاراشٹر:(شیخ اسحاق مبلغ انچارج) ماہ اپریل میں ہفتہ قُرآن کریم منعقد کیا گیا۔حلقہ نالا سپارہ میں مکرم عبادۃ الحق صاحب صدر جماعت اور ممبئی مشن ہاؤس میں مکرم سید منور الدین صاحب صدر جماعت کی صدارت میں جلسے منعقد ہوئے جن میں خاکسار کے علاوہ دیگر علماء جماعت نے قُرآن کریم کے مختلف فضائل پر روشنی ڈالی۔ہفتہ بھر مسجد میں درس القرآن کا اہتمام کیا گیا۔علاوہ ازیں حلقہ

سیوڑی اوراندھیری میں بھی ایک ایک باردرس القرآن کا اہتمام کیا گیا۔

یاری پورہ،کشمیر:(محمد افضل بٹ زونل قائد)مورخہ 24اپریل کوزیراہتما مجلس خدام احمدیہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ زیرصدارت مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت یاری پورہ منعقد ہوا۔مکرم سفیر احمد صاحب بھٹی مشنری انچارج،مکرم مولوی ناصر احمد صاحب ندیم،مکرم مولوی ظہور احمد خان اور مکرم مولوی فاروق احمد ناصر صاحب نے سیرت آنحضرت ﷺ کے مختلف موضوعات پر اپنی تقاریر میں روشنی ڈالی۔صدر صاحب کے صدارت کے صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

سیمینار جامعۃ المبشرین بعنوان ’’انفاق فی سبیل اللہ‘‘

مورخہ 16مئی بروز سوموار ٹھیک 11:30بجے M.T.Aہال جامعۃ المبشرین میں ایک شاندار سیمینار بعنوان ’’انفاق فی سبیل اللہ‘‘ کا انعقاد ہوا۔سیمینار کی صدارت محترم سلطان احمد صاحب ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان نے کی۔ سیمینار میں تین طلباء عزیز نقیب الامین،عزیز مذکر یاسین اور عزیز فاروق احمد سیفی نے بالترتیب انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت وبرکات قرآن واحادیث کی روشنی میں، آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کی مالی قربانیاں،انفاق فی سبیل اللہ از روئے تحریرات حضرت مسیح موعودؑ وخلفاء کرام کے موضوعات پر تقاریر کیں۔تقاریر کے بعد مجلس سوال وجواب منعقد کی گئی جس میں اساتذہ میں سے دو مجیب حضرات مکرم محمد عارف صاحب ربّانی اور مکرم جاوید احمد صاحب لون نے سوالات کے جوابات دئے ۔آخر پر صدر اجلاس نے سیمینار کے کامیاب انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کیا اور دعا کے ساتھ یہ سیمینار ختم ہوا۔

فل ٹائم کمپیوٹر ٹیچر

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیرنگرانی ادارہ احمدیہ سینٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن پر ایک فل ٹائم کمپیوٹر ٹیچر کی ضرورت ہے۔ماہانہ مشاہرہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

27رجون 2011ءتک درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

محلہ احمدیہ قادیان،گورداسپور

پنجاب-143516

رابطہ کریں:09915179794، 01872-222900

e-mail : sadrmajlis@yahoo.co.in

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

بقیہ صفحہ 22
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر 63سال عمر پائی اسی طرح حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کے برابر 74سال عمر پائی۔

سامعین کرام!یہ وہ لوگ تھے جو قرآن کریم کی اس آیت کی مکمل اور کامل تصویر تھے کہ :

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنی تو کہہ دے کہ یقینا میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب ربُّ العالمین کے لئے ہے ان اصحاب نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین محمدی پر قربان کردیا اور لوگوں کے لئے اسوہ ٹھہرے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بناء پر ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

یعنی کیا ہی اچھا ہو کہ اگر اِس امّت کا ہر شخص نورالدین ہو جائے اور کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ہر دل نور یقین سے پُر ہو جائے۔

معزز سامعین!آج غلبہ اسلام کے لئے ایک ابوبکر یا ایک نورالدین کی ضرورت نہیں ہزارہا ابوبکر اور ہزارہا نوردین کی ضرورت ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقف نو کی تحریک جاری فرما کر ایسے ہی اصحاب کے وجودوں کے تیار ہونے کی بنیاد ڈالی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات اور ارشادات میں اسی روح کو اپنے اندر پیدا کرنے کی

بار بار تلقین فرما رہے ہیں۔

اے دینِ محمدی پر قربان ہونے والو اے وہ لوگو جنہوں نے خدا کی خاطر اپنی اولادوں کو وقف کیا ہے۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ اُن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفات پیدا کریں اور اے خدا کی راہ میں وقف ہو کر قربانیاں پیش کرنے والو تم بھی ان اصحاب کی طرح اپنے دلوں کو نورِ یقین سے بھر لو کہ تم پر بھی آنے والے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی صدائیں بلند کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس امت کے اور اس جماعت کے ہر فرد کو ابوبکر صدیق اور نورِ دین رضی اللہ عنہما کی صفات سے پُر کر دے تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب ادیان پر غالب آ جائے۔ آمین۔

تحریک جدید کی دوسری ششماہی

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ وعدہ جات چندہ تحریک جدید کا سال یکم نومبر سے شروع ہو کر 31 اکتوبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے 30 اپریل کو جاری سال کے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اور صدفی صد وصولی کے ٹارگیٹ کو پورا کرنے کے لئے اب صرف چھ ماہ ہی باقی بچے ہیں۔ امراء و صدران کرام، سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹیریان تحریک جدید کی خدمت میں ان کے ذون/سرکل کی جماعتوں کے بقایا سابقہ اور وعدہ سال رواں کے بالمقابل 30 اپریل تک ہونے والی وصولی کی پوزیشن بذریعہ ڈاک بھجوائی جا رہی ہے۔ واضح رہے کہ چندہ کی جلد تر ادائیگی کے نتیجہ میں جہاں سلسلہ کو روزمرہ کے ضروری اخراجات میں سہولت ہے وہاں خود چندہ ادا کرنے والے کو بھی نیکی میں سبقت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے بانی تحریک جدید سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے ہر چندہ دہندہ کو اس بات کا مکلف کیا ہے کہ:-

''احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ جلد تحریک جدید کا چندہ ادا ہو۔۔۔ ایک دن کا ثواب بھی معمولی نہیں کہ اس کو چھوڑا جائے۔''

(خطاب از مجلس مشاورت فرمودہ 12 فروری 1936ئ)

نیز فرمایا:-''اس تمہید کے بعد تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور تحریک کرتا ہوں کہ دوست زیادہ سے زیادہ اس میں چندہ لکھوائیں اور پھر اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اکتوبر 1956ئ)

واضح رہے کہ تحریک جدید کے بیشتر اخراجات کا تعلق چونکہ اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت دین سے ہے اس لئے حضورؓ نے سیکرٹیریان مال کو بھی یہ تاکیدی ہدایت فرمائی ہے کہ:-

چونکہ تحریک جدید کو اپنے کاموں کے لئے فوراً روپیہ کی ضرورت ہے سیکرٹریوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ روپیہ جمع نہ رکھیں بلکہ ساتھ ساتھ فنانشل سیکرٹری (جو اب وکیل المال کہلاتا ہے) کے نام بھجواتے رہیں۔'' (کتاب مالی قربانیاں صفحہ:34)

جملہ امراء و صدران کرام، سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ مخلصین جماعت سے ان کے وعدوں کی صدفی صد وصولی کے سلسلہ میں ابھی سے موثر اور پرزور کوشش شروع کر دیں تا ان کی جماعت صدفی صد ادائیگی کرنے والی خوش نصیب جماعتوں کی فہرست میں شامل ہو کر پیارے آقا کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کر سکے۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بار آور کرے اور ہم تمام مخلصین جماعت کو اپنے بے پایاں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

Prop. Zahir Ahmed M.B
Cell : 94484 22334

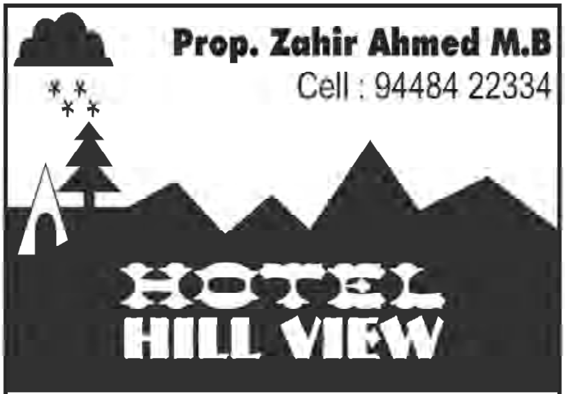

Hill Road, Madikari - 571201
Ph.: (08272) 223808, 221067
e-mail : hillviewcoorg@yahoo.com
Web : www.hotelhillviewcoorg.com

Love for All Hatred For None

H. Nayeema Waseem 09490016854
040-24440860

Beauty Collection

Imp, Cosmetics & Immitation
Jewellary Leather & Fancy Bags,
School Bags & Belts, Voilets E.T.C

Waseem Ahmed 09346430904
040-24150854

Masroor Hosiery Foot Wear

A Diesinger Fancy Footwear for
Ladies & Kids, Exclusive Hosiry.

K.P. Complex Under Ground Floor, Shop No. 1 & 1/A

Beside: Venkatada Theatre Lane.
Dilsukh Nagar, Hydrabad-60
A.P INDIA

Wholesale Dealer for: Melamine, Krockey, Ceramics.

continue to be a living language in current use, so that no difficulty might be met with in determining and comprehending the meaning of the Quran. Arabic is today spoken and written over a much greater area of the earth and by many hundred times the number of people than was the case when Quran was revealed. Besides, the Holy Prophet predicted that at the beginning of every century, God Almighty would raise someone, from among his followers, who would set forth from the Quran the guidance that may be needed by mankind from time to time. In the case of no other scriptures has the integrity of its text, its language and its guidance been maintained.

That Divine Challenge put forth almost 1400 years ago is still valid today. The very fact that no other versions of the Quran exists is overwhelming evidence of its Divine protection. M. Bucaille in his book The Bible, The Quran and Science testifies to the above facts and some excerpts from his book follow:

If we now examine the teachings of Muslim exegetes, we shall see that they present the Qur'an in quite a different manner. About fourteen centuries ago at a meditation retreat near Mecca, Muhammad received the first message through the Archangel Gabriel. After a long period of silence, the first message was followed by successive revelations spanning a period of some twenty years. They were not only transcribed while the Prophet was still alive, but also recited by heart by his early followers and later by the many believers who had gathered around him. After his death (i~ 632 A.D.), the various elements were brought together in a book, henceforth known as The Qur'an. It contains the Word of God to the exclusion of any human addition. The manuscripts we possess from the first century of Islam authenticate today's text.

Islam has its equivalent of the Gospels in the Ahadiths. These are the collected sayings of Muhammad and the story of his deeds. The Gospels are nothing other than this for Jesus. The first collections of Ahadiths were written decades after the death of Muhammad, just as the Gospels were written decades after Jesus. In both cases they bear human witness to events in the past.

There are no scientific errors in the Quran

In conclusion then, the Pentateuch (Torah), as we know it today, is not exactly the same as it was revealed to Moses. The later books of Old Testament have also undergone many revisions and modifications for many words and phrases found in the older versions have been changed in subsequent revisions. It may be coincidental that many of the changed words, or sections are those which the Muslims have used in support of their view point. In spite of the inconsistencies among the various versions, the Old Testament still foretells the promulgation of a new law from God to guide future generations.

The absolute accuracy of the Bible can be best described by quoting from the preface of the Revised Standard Version, which describes it as the most probable reconstruction of events based on the best judgement of competent scholars.

The Quran, on the other hand, stands alone in its absolute authenticity. Its accuracy is beyond the slightest shadow of a doubt. This fact has been corroborated by many independent researchers and can also be verified today through comparison with on of the first written copies.

(The Review of Religions, February 1994)

the process of memorisation ensured its survival in its pristine purity. During the Caliphate of Abu Bakr (the first Caliph after the Prophet's death), over 500 people who knew the entire Quran by heart, were killed in a battle. This tragic event served as the catalyst to accelerate the process of preserving the written Quranic revelation as an alternative method of safeguarding God's message. Thereupon, the Caliph Abu Bakr appointed a commission and charged it with the task of compiling the Quranic revelations into one volume. The commission assembled the scribes employed by the Prophet for recording the revelations and compiled the recorded texts into one volume. The accuracy of the text of this volume was checked by the Prophet's disciples who had committed the entire Quran to their memory as well as from the written scripts. This one volume compilation was completed within two years of the Prophet's death.

The third Caliph, Uthman, had the same commission prepare seven additional copies of the Quran. After being thoroughly checked for accuracy, these copies were distributed throughout the Muslim world. Some of these copies still survive. One such copy is preserved in a Turkish Museum, which has been used by leading authorities to compare the current Quranic text. After additional copies of the Quran were compiled and distributed throughout the Muslim world, the third Caliph Uthman considered it essential that the original recording be destroyed, due to the following reasons:

Because of their uniqueness, they might be revered by people to the point of worship, thus potentially defeating the essence of Islam.

They might be desecrated and also serve as a tool for blackmail if they fell into enemy hands.

Contrasting the compilation of the Old and New Testaments with that of the Quran, Divine designs become more evident. Muslims can claim that the Quran around the world is uniform, even in its minutest detail. It is exactly the same as was originally revealed to the Holy Prophet and which was assembled in one volume by the first Caliph, Abu Bakr. The Encyclopaedia Britannica, among other independent sources, testifies to this fact and concedes this point to the Muslims. The authenticity of the Quran is beyond the slightest shadow of doubt. It had to be so because God Himself has promised to safeguard the integrity of His Word.

Verily, it is WE Who have sent down this Exhortation, and most surely WE are its Guardians

The Quran has the additional unique distinction among all other scriptures of being an entirely verbal revelation. That, in itself, is a guarantee that it would not be perverted or twisted. All non-Muslim scholars who have researched into the integrity of the text of the Holy Quran agree that it is an exact and accurate version of the verbal revelation that Muhammad, the Prophet of Islam (sa), claimed that God had vouchsafed to him. This Divine guarantee of safeguarding the Quran is not confined to preserving the integrity of the text alone. It extends to all factors that bear upon the preservation of the Quran as the perfect source of Divine guidance for the whole of mankind, for all times. For instance, it is guaranteed that the language in which it was revealed, namely Arabic, would always

The Quran - History of Text

Arif Humayun

Unlike the Old and the New Testaments, the Quran has been preserved in its entirety. The Quranic revelations were memorised and recorded immediately and simultaneously upon their revelation. The Quran was revealed by God to the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) over a period of about 23 years. The revelations were conveyed to the Prophet in small segment by the angel Gabriel who made the Prophet recite the revealed verses in his presence.

From the very outset, the Prophet employed two independent but mutually complementary methods for preserving the revelations. The two methods used for this purpose were memorisation and inscription. Besides ensuring independently the transmission of the revelation, the two methods also served as internal checks, thus ensuring its accurate preservation.

Islamic traditions record that the Prophet employed four principal teachers whom he personally instructed in memorising the revelations. By this method, even the correct pronunciation of the message was preserved. These teaches would then help others in their memorisation of the revealed verses. Moreover, as the revelations were received, they were also recited in the five daily prayers. Thus, the main mode of preservation and transmission of the Quranic revelations was through memorisation. Interestingly, the Quran was literally preserved by being written on the hearts of people, as prophesied in the Bible:

But this is the covenant which I will make with the house of Israel after those days says the Lord: "I will put my law within them, and I will write it upon their hearts; and I will be their God, and they shall be my people."

Thus, the memorisation process proved to be the single, most effective method for preserving Quranic revelation. Moreover, the style in which the Quran was revealed is also in total conformity with Isaiah's prophecy about the new law being revealed as:

For it is precept upon precept, precept upon precept, Line upon line, line upon line, here a little, there a little. Nay, but by men of strange lips and with an alien tongue, the Lord will speak to His people to whom He has said,

Alternately, the revelation was also recorded in written form, soon after its receipt. Islamic tradition records that fifteen scribes were employed by the Prophet for preserving the revelations in writing from the Prophet's dictation. This method of preservation was to serve as a backup.

Once a year during the month of Ramadan (the Muslim month of fasting), the angel Gabriel would recite the entire revelation, revealed up to that time with the Prophet. During the last Ramadan, after the revelations had been completed, the angel recited the entire Quranic revelation to the Prophet twice. This regular annual recitation was also meant to arrange the revelations in their present order.

At the time of the Prophet's death, the number of people who had memorised the entire Quran exceeded one hundred thousand. The process of new converts accepting Islam continued as did the process of memorising the entire Quran. The Quran propagated through

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کی جانب سے منعقد Summer تربیتی کیمپ کے موقع پر ایک اجلاس کا منظر

اس موقع پر اطفال کے ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ مقابلہ دوڑ کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر کی طرف سے منعقدہ شجر کاری کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ کی جانب سے منعقد کئے گئے جلسہ سیرت النبی ﷺ کی ایک تصویر۔ محترم امیر صاحب یاری پورہ صدارت کرتے ہوئے۔

جامعۃ المبشرین قادیان کی جانب سے منعقد الوداعیہ تقریب کے موقع پر طلباء واساتذہ دعا کرتے ہوئے

مکرم سید فہیم احمد صاحب نیشنل صدر بھوٹان ایم ایل اے جے گاؤں کو اسلامی لٹریچر دیتے ہوئے

Registered with Registrar of NEWS Papers of India at No.38951/82 Postal Registration No: Pb L/P/ GDP-18/12

Vol : 30
Monthly

June 2011

Issue No. 6
Qadian

MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian
Ph: (91)1872-220139 Fax: 222139 Rs. 20/-

Chairman : Hafiz Makhdoom Sharif
Editor : Ataul Mujeeb Lone Ph : 09815016879
Manager : Rafiq Ahmad Beig Ph : 09878047444

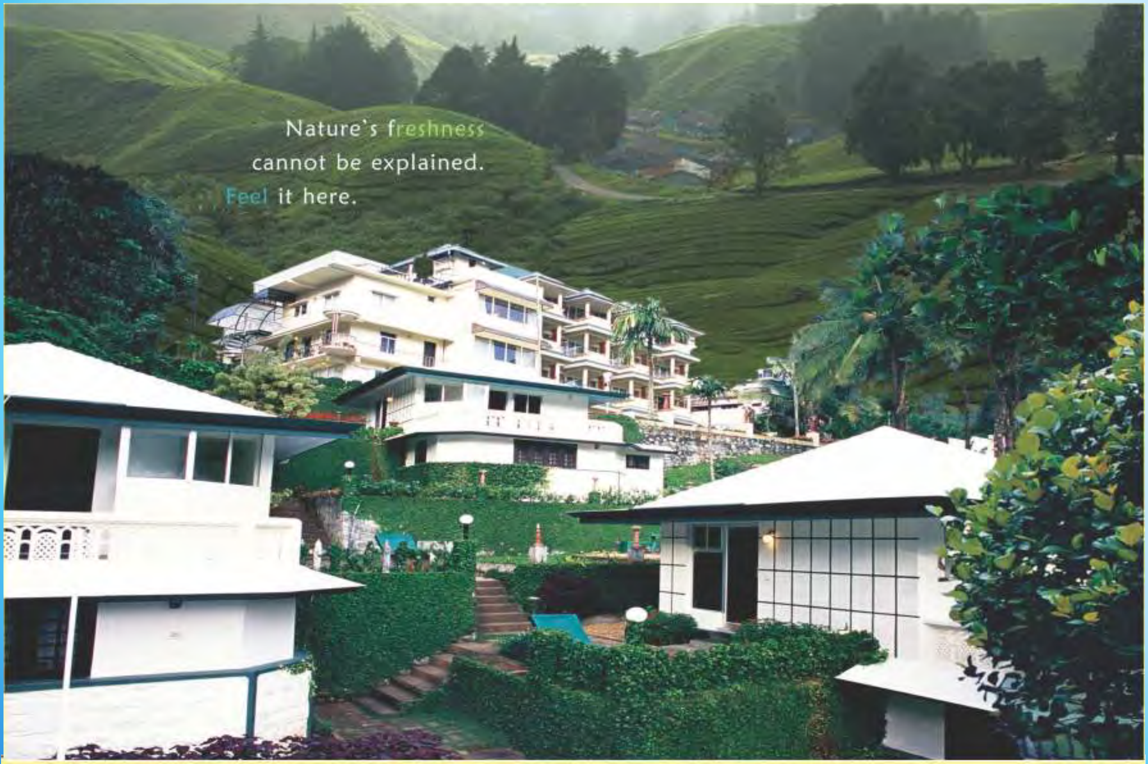

Facilities:

- Laundry Service
- Hot and cold running water
- Doctor on call
- Conference hall
- Credit card facilities
- Travel assistance
- Foreign Exchange

Igloo nature resort

Igloo nature resort
Chithirapuram, Munnar 685 565. Kerala
Tel: +91 4865 263207, 263029 Fax : 263048
e-mail: info@igloomunnar.com
website: www.igloomunnar.com